جمادی الاوّل/جمادی الثانی 1425 ھجری قمری
وفا 1383 ھجری شمسی
جولائی 2004 عیسوی

اللہ نور السمٰوٰت والارض ۔
مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ۔
اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔
اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ (النور:۳۶)

ماہنامہ قادیان
مشکوٰۃ
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

قرآن کریم نمبر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝
اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

اداریہ

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفٰی نکلا

قرآنِ کریم ایک ایسا مقدس آسمانی صحیفہ ہے، ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کے تمام تر شعبہ ہائے زندگی میں راہنما اصول پیش کرتا ہے۔ یہ اُن تمام آسمانی ہدایتوں اور دائمی صداقتوں کا لبّ لباب ہے جو ابتداءِ آفرینش سے آج تک دنیا کی ہدایت کے لیے خدائے ذوالمنن کی طرف سے عطا ہوتی رہی ہیں۔ یہ ایسا ایسا چمکتا ہوا آفتابِ ہدایت ہے جس کی موجودگی میں ضلالت اور گمراہی کی کوئی تاریکی ٹھہر نہیں سکتی۔ یہ ہر قسم کی دینی و دنیوی خیر و برکت کا ایسا منبع و مصدر ہے کہ تمام خیر و برکت کے چشمے اسی سے پھوٹتے ہیں۔ جس طرح تمام انبیاء اس لیے مبعوث ہوئے کہ حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی منادی کریں بالکل ویسے ہی گزشتہ تمام آسمانی کتابیں اور روحانی صحیفے اس کامل و مکمل شریعت کے نزول کے لیے بطور پیش خیمہ تھے تا کہ اقوام عالم کو خاتم الکتب کی خدمت کے لیے مستعد کیا جائے اور غارِ حراء میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ مطہّر سے پھوٹنے والے اس آسمانی چشمہ سے تمام بنی نوع انسان قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں۔ جس کی ظاہری علامت کے طور پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں تلے پھوٹنے والا آبِ زمزم بزبانِ حال اس کی شہادت دے رہا ہے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:-

شَمْسُ الْھُدٰی طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَکَّۃَ
عَیْنُ الْھُدٰی نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءِ

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۱)

یعنی آفتابِ ہدایت مکہ معظّمہ کے اُفق پر ہمارے لیے طلوع ہوا، جود و سخاوت کا چشمہ ہمارے لیے غارحراء سے پھوٹا۔

یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں بیش بہا موتیاں پنہاں ہیں جولوگ صدقِ دل سے کوشش کرتے ہیں وہ اس کی گہرائیوں سے قیمتی خزائن حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ۱۴ صدیاں گواہ ہیں کہ اس بحرِ معارف سے نئے سے نئے علوم و معارف کے جواہرات دریافت ہوتے رہے ہیں اور آیت قرآنی ”وَاِنْ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوْمٍ“ کے مطابق حقائق ومعارفِ قرآنی کے نئے نئے خزائن منکشف ہوتے رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ علوم قرآنی کے انکشاف کا ایک عظیم الشان انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ چنانچہ حضورعلیہ السلام آیت فَلا اقسم بمواقع النجوم کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”مَیں قسم کھاتا ہوں مطالع اور مناظر نجوم کی اور یہ ایک بڑی قسم ہے۔ اگر تمہیں حقیقت پر اطلاع ہو کہ یہ قرآن ایک بزرگ اور عظیم الشان کتاب ہے اور اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک باطن ہیں اور اس قسم کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ قرآن کی یہ تعریف کی گئی کہ وہ کریم ہے۔ یعنی روحانی بزرگیوں پر مشتمل ہے اور بباعث نہایت بلند اور رفیع دقائق حقائق کے بعض کوتاہ بینوں کی نظروں میں اسی وجہ سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے جس وجہ سے ستارے چھوٹے اور نقطوں سے معلوم ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دراصل وہ نقطوں کی مانند ہیں بلکہ چونکہ مقام ان کا نہایت اعلیٰ وارفع ہے اس لئے جو نظریں قاصر ہیں اُن کی اصلی ضخامت کو معلوم نہیں کر سکتیں۔“

(جنگِ مقدس روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۸۷)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ستارے ہمیں چھوٹے نقطوں کی طرح اس لیے نہیں دکھائی دیتے کہ وہ سائز میں چھوٹے ہیں بلکہ اُن کی غیر معمولی بلندی اور رفعت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ جدید سائنس کے مطابق اکثر ستارے ہمارے سورج سے بھی بہت بڑے ہیں اور ان کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ اب تک تیس ارب ستاروں کی

تصویریں دنیا کی سب سے بڑی دوربین کے ذریعہ سے اتاری جاچکی ہیں۔سائنسدان جتنی ضخیم دوربین استعمال کرلیں ستاروں کی تعداد میں بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔بالکل یہی معجزہ نما شان قرآن مجید کی ہے۔اس کے عمیق در عمیق حقائق و معارف کی وجہ سے کوتاہ اندیش لوگوں کی نظروں میں چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔لیکن حقیقت میں حقائق و معارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔تزکیہ نفس اور تطہیرِ قلب کے ساتھ جو اس میں غوطہ لگاتا ہے معارف کے بیش بہا جواہر اس کے ہاتھ آجاتے ہیں۔

اس زمانہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ معارف وحقائق قرآن کے وہ مخفی خزائن ظاہر کیے جارہے ہیں جس کی نظیر گذشتہ صدیوں میں بہت ہی کم دکھائی دیتی ہے۔

قارئین کرام! ہم جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم وعرفان کا ''زم زم'' قادیان کی مقدس بستی سے بڑے زور سے پھوٹا اور اس صاف اور شفاف آب زلال سے اُجڑے ہوئے روحانیت کے باغوں کو سینچا گیا تو اُن باغوں میں ترو تازگی آئی،نئی کونپلیں پھوٹیں نئے پھل لگے اور خزاں کا موسم بہار میں تبدیل ہوگیا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

ساری دنیا جماعت احمدیہ کے ذریعہ جس ''آبِ کوثر'' سے سیراب ہورہی ہے وہ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کردہ فیوضِ روحانی کے اظلال و آثار ہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلبِ صافی پر خدمتِ قرآن کا جذبہ سمندر کی طرح موجزن تھا۔دن رات اسی فکر میں آپ مگن رہتے تھے کہ کسی طرح معارفِ قرآن سے لوگ آگاہ ہوجائیں۔فرماتے ہیں:-

صدہا رقص ہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حُسن دل کش فرقاں عیاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہوگئی ہے اور میں اس قدر جل گیا ہوں کہ میرے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔

قارئین کرام! سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عشقِ قرآن سے راہ نمائی لیتے ہوئے آپ کے ذریعہ اُنڈ یلے ہوئے علوم و معارف قرآن سے مستفید ہوتے ہوئے،آپ کے ذریعہ بہائے گئے فیوضِ قرآنی کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے ہمیں تبلیغ و دعوتِ الی اللہ کے کاموں میں اپنے آپ کو جھونک دینے کی ضرورت ہے تاکہ مأمور زمانہ کی جماعت میں شامل ہونے کی جو عظیم الشان سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے،اور اس کے نتیجہ میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں اُن سے ہم کماحقہٗ عہدہ برآ ہوسکیں۔

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سچّے دل سے اس کے حضور جھکیں اور اس کے دَر کے فقیر بن جائیں۔شیطان کی غلامی سے دائمی نجات حاصل ہو۔خداتعالیٰ کے حقیقی بندوں میں شامل ہوجائیں تاکہ ہمارے کان خدا کی طرف سے اپنے نیک بندوں کے حق میں بلند ہونے والی اِنّیِ قَرِیبٌ" کی آواز سُن سکیں اور ہماری آنکھیں اُس قادروتوانا کی تجلّیات کا مشاہدہ کرسکیں۔

پس قرآن کریم عالم روحانیت کا درخشندہ ستارہ ہے۔جس کے بغیر روحانیت کے بلندو بالا منازل تک کوئی انسان راہ نہیں پاسکتا۔وہ معارف وحقائق کا ایک ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کے بغیر کوئی بھی چمن ثمرآور نہیں ہوسکتا اور جس کی بلند شاخوں پر بلند پروازی کی طاقت رکھنے والے روحانی پرندے بسیرا کرتے ہیں۔

زیرِ نظر شمارہ میں قرآن مجید کے محاسن پر اور اُس کے حقائق و معارف پر علماء کرام کے بعض مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنِ مجید سے بہت محبت کرنے اور اس کے فیوض و برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت و توفیق عطا فرمائے۔آمین

(زین الدین حامدؔ)

کلام امام

اپنی زندگی غربت اور مسکینی سے بسر کرو

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یو چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ھلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے، اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزّت کرے، کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقِ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو یہ فعل فُسّاق وفجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ''

(ملفوظات جلد1 ص36)

نظام وصیت اور خدام الاحمدیہ

جیسا کہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ نے M.T.A سے معلوم کر لیا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ U.K کے اختتامی خطاب میں خدام کو کثرت کے ساتھ نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک فرمائی ہے۔ اور اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ سن 2005 تک جب کہ نظام وصیت پر 100 سال پورے ہوں گے موصیوں کی تعداد میں مزید 15000 کا اضافہ ہو اور 2008 تک جب جماعت خلافت جوبلی منائے گی موصیوں کی تعداد، کل چندہ دہندگان کے 50% تک پہنچ جائے۔ اس کے مطابق قائدین وعہدیداران مجالس جائزہ لیں اور اراکین کو اس بابرکت آسمانی نظام میں شامل ہونے کی پرزور تحریک کرتے رہیں۔ اور ماہانہ رپورٹ میں اس کا ذکر بھی کریں۔ جزاکم اللہ۔

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

از افاضات سیدنا حضرت اقدس امیر المؤ منین
خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نئی نسل کی تربیت کریں

گھروں کو سلیقے سے سنواریں اور تقویٰ کی راہوں پر چلیں۔

جلسہ سالانہ ہالینڈ کے دوسرے دن 5 جون 2004ء کو حضور نے مستورات سے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ آج میں خواتین کو چند باتوں کی طرف مختصر توجہ دلاؤں گا کیوں کہ دینی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا اپنا اپنا کردار ہے۔اس لئے اسلام نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی تلقین فرمائی ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود نے جس طرح کھول کر قرآنی تعلیم کی روشنی میں حقوق و فرائض کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔اگر عورتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو احمدیت کے اندر ہمیشہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔جس کا اثر گلی گلی شہر شہر ملک ملک پر ظاہر ہوگا۔اور وہ انقلاب جو مسیح موعود پیدا کرنا چاہتے تھے تبھی ہوگا جب احمدی عورت اپنی ذمہ داریوں، اپنے فرائض اور مقام کو سمجھ لے۔ وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟
پہلی بات یہ ہے کہ کہ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر عائید ہوتی ہے اس لئے بچے کی پیدائش سے پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہیئے ۔کہ بچہ نیک ہو۔صالح اور خدا کے نام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہنے والا اور عبادت گزار ہو۔اس طرح مائیں خود بھی نیک ہوں گی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنا عمل بھی درست کر رہی ہوں گی اور قول و فعل میں تضاد نہ ہوگا۔صحیح تربیت کے لئے ضروری ہے کہ مستقلاً دعائیں کی جائیں اور بچے کی پیدائش کے بعد دعا سے رک نہیں جانا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ اس بنیادی نکتہ کو سمجھتے ہوئے آپ کبھی دعاؤں سے غافل نہیں ہوں گی۔ یورپ کا دنیاداری کا ماحول کبھی آپ کو اپنے خدا سے غافل کرنے والا نہیں ہوگا۔ معاشرے کی اچھی روایات جو قرآنی تعلیم کے مطابق ہوں وہ مؤمون کی گمشدہ چیز ہے۔لیکن ہر روایت اپنانے والی نہیں ہوتی۔ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور یہ نگرانی بچوں کی تربیت سے لے کر گھر کے امور چلانے سب پر حاوی ہے۔آپ خاوندوں کی کمائی کا بہترین مصرف کرنے والی ہوں گی۔ اپنی اولادوں کی تربیت کا خیال رکھیں گی۔ خاوندوں سے ایسے مطالبے نہ ہوں کہ وہ قرض لینے پر مجبور ہو جائیں۔اس لئے اپنے گھروں کو سلیقے سے سنواریں اور جنت نظیر بنائیں اپنے مقام کو سمجھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک اور پاک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ کی طرف جھکنے والی ہوں اور اس کی نیکی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھی کہے کہ اس بچے کو اس کی ماں نے واقعی جنت میں ڈال دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔دنیا اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔قومی فخر مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہوں۔کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔خدا کے فرائض۔نماز۔زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ان کی اطاعت کرتی رہو بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات لکھی جاؤ۔ تقویٰ کے بہت سے اجزا ہیں عجیب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ عُجب سے مراد غرور اور تکبر ہے جس سے خود پسندی پیدا ہوتی ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کو خدا کا پیار حاصل ہو تو ان دنیاداری کی باتوں کو چھوڑ دیں۔حقیقی تقویٰ کی راہوں پر چلیں خودغرضی اور تکبر سے بچیں۔خاندانی وجاہت اور مال و دولت آپ کو اس بیماری میں مبتلا نہ کرے۔اگر نہیں بچیں گی تو یہی حرکات آپ کو بداخلاقیوں اور بدیوں کی گڑھوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی پھر آپ کا بیعت کا مقصد بھی ختم ہو جائے گا۔حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص مجھ سے کاٹا جائے گا۔پس دعائیں کرتے ہوئے اللہ کے حضور جھکنے والی بنیں اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والی بنیں۔خاوندوں کے حقوق ادا

کرنے والی بنیں۔اپنی دوسری احمدی بہنوں کو بھی بہنیں سمجھیں،ان کی بھی عزت و احترام کریں۔ اپنے دلوں کو جوڑیں،کبھی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش نہ کریں۔بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی طرح دوسرے کی برائی کا اچھالا جائے۔کبھی کسی کی برائی کو نہیں اچھالنا چاہئے بلکہ پردہ پوشی کرنی چاہئے۔آج کل آپ یہاں جلسے پر آئی ہوئی ہیں یہ خالصتاً دینی اجتماع ہے۔ایک بہت بڑا مقصد ان جلسوں کا یہ ہے کہ اپنی روحانیت میں اضافہ کرنا ہے۔قرآن و حدیث کی باتیں سننا اور عبادت کی طرف زیادہ توجہ پیدا کرنا ہے۔ اپنے بہن بھائیوں سے ملنا ہے جن کو ملنے کے بعض دفعہ مواقع نہیں ملتے۔اس لئے ان دنوں میں دنیاوی باتوں کو چھوڑ کر دعاؤں پر زور دیں اور خدا کی طرف جھکیں۔

حضور انور نے آخر پر دعا کی کہ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ آپ سب وہ مقصد حاصل کرنے والی ہوں جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا اور ہم سب محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کے وارث بنیں۔(الفضل ربوہ 11 جون 04)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رؤیا میں ایک شخص کو دیکھا کہ انتہائی درد میں ڈوبی ہوئی لَے کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نعت اس انداز میں پڑھ رہا ہے گویا آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے آپؐ کے حضور حالِ دل پیش کیا جا رہا ہو۔ آپ کا وہ کلام تو اُٹھنے پر لفظاً لفظاً میرے ذہن میں نہیں تھا مگر اس کے ٹیپ کا مصرع

اے میرے والے مصطفیٰؐ

خوب ذہن نشین ہو گیا کیونکہ وہ اسے بار بار ایک خاص کیفیت میں ڈوب کر دوہراتا تھا۔

پس اسی روز گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں اس اثر کو اپنے لفظوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جو اس نعت کو سنتے ہوئے دل پر نقش ہو گیا اگرچہ معیّن الفاظ کی صورت میں نہیں ڈھلا اور کوشش یہی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتوں میں سے ہی کچھ مضمون اخذ کر کے پیش کیا جائے اور جہاں ممکن ہو آپ ہی کے اشعار زینت کے طور پر جڑ دیئے جائیں۔

اے شاہِ مکی و مدنی سیّد الورٰی
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا

تیرا غلامِ در ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تُو میرا بھی حبیب ہے، محبوبِ کبریا

تیرے جِلَو میں ہی مرا اُٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوا

تو میرے دل کا نور ہے اَے جانِ آرزو!
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیّرِ ہدیٰ

ہیں جان و جسم سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اُتر گیا
مَیں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا

اے میرے والے مصطفیٰ! اے سیّد الورٰی!
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا

رب جلیل کی ترا دِل جلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مستقر

قبلہ بھی تو ہے قبلہ نما بھی ترا وجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر

نور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے ادب
مَیں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دِگر

تیرے وجود کی ہوں مَیں وہ شاخِ باثمر
جس پر ہر آن رکھتا ہے ربُّ الورٰی نظر

ہر لحظہ میرے درپئے آزار ہیں وہ لوگ
جو تجھ سے میرے قرب کی رکھتے نہیں خبر

مجھ سے عِناد و بُغض وعداوت ہے اُن کا دیں
اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اس قدر

اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال
اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر

از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق وغرب پہ یکساں ترا کرم

تو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات
تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تو نے مجھے خرید لیا اک نِگہ کے ساتھ
اب تو ہی تو ہے تیرے سوا مَیں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دم بدم

میری ہر راہ تری سمت ہے رواں
تیرے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم

اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو مَیں
اُڑتا ہوا بڑھوں تری جانب سوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے کوئی میری عطا نہیں
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم

یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمد است
جان و دِلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

انسان دوست کی حیثیت سے

(خدمتِ خلق کے آئینہ میں)

از۔محترم محمد نسیم خان صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو فنا ہے۔ چاہے وہ مافوق النظر حشرات یا ذرّات الارض ہوں بڑے سے بڑے سیارے ہوں۔ کوئی ایسی شے نہیں جو ہمیشگی اور بقا کا دعویٰ کرنے کی طاقت رکھے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس کے دائرۂ عمل سے انسان بھی باہر نہیں۔ مگر بعض انسانوں کی یادیں انہیں ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں۔ ان کی محبت، شفقت، ہمدردی، حاجت پروری، غمخواری اور دلداری ان کی یاد کو لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں۔ ان کی یاد کی مہکتی ہوئی خوشبو ذہنوں کو ہمیشہ معطّر کرتی ہے۔ اور جب بھی ان کا ذکر کسی محفل میں ہوتا ہے تو آنکھوں کی نمی اور غمگین دل ان کی کمی کو محسوس کرتے ہیں۔

ایک ایسا ہی شفیق اور مہربان وجود ہم سے بہت دور چلا گیا ہے۔ مگر مسافتیں جس قدر بھی ہوں اس کی یاد دلوں کے بہت قریب ہے جو اس انسان دوست وجود کو ایک نہ ختم ہونے والی زندگی عطا کرتی ہے۔ دل و دماغ اپنے بہت ہی مہربان آقا کے بابرکت وجود کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے اپنے اندر جذبات و احساسات کا ایک سیلاب پاتے ہیں جن کو الفاظ میں اتارنا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم خاکسار اپنے محبوب آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جذبہ ہمدردی اور انسان دوستی پر کچھ بیان کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ۔ اور پھر حضورؒ کا ذکر تو یوں بھی دلوں میں محفوظ رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپکو یہ بشارت دی تھی کہ ’’آسمانی تائیدیں ہمارے ساتھ ہیں اَجْرُکَ قَائِمٌ وَذِکْرُکَ دَائِمٌ۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو انسان دوستی اور ہمدردیٔ خلق ورثہ میں ملی تھی آپ کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور والد بزرگوار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہٗ کی عظیم الشان زندگی کا آپ کی طبیعت پر ایک گہرا نقش پڑا۔ مگر ایک اور وجود بھی تھا جس نے آپ کی تربیت میں سب سے زیادہ محنت کی اور ہر مرحلہ پر آپ کی راہنمائی فرمائی۔ ...... یہ کوئی اور نہیں بلکہ آپ کی والدۂ مہربان تھیں۔ جن کا ذکرِ خیر آپ نے ان الفاظ میں فرمایا:

’’آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت مہربان وجود تھیں۔ ہمیشہ انہوں نے مجھے بھی غریبوں کی ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء)

ہمدرد ماں کو اپنے اکلوتے بیٹے سے ایک ہی خواہش تھی کہ وہ بڑا ہو کر عظیم وجود بنے۔ چنانچہ انہیں اعلیٰ توقعات کا ذکر کرتے ہوئے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:

’’حضرت اُمّ طاہرؓ مذہب سے دلی اور گہرا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں ان کی شدید خواہش تھی کہ ان کا بیٹا طاہر بڑا ہو کر اسلام اور احمدیت کے آسمان پر چمکنے والے ستاروں کے جھرمٹ میں ایک درخشاں ستارہ بن کر چمکے۔‘‘

(ایک مردِ خدا صفحہ ۳۱)

حضرت امّ طاہرؓ کی خواہش تھی کہ آپؒ بڑے ہو کر ڈاکٹر بنیں۔ اس کے پسِ پردہ بھی یہی خواہش معلوم ہوتی ہے کہ آپؒ کے ذریعہ مخلوق کی خدمت اور ہمدردی کے کام ہوں۔ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے انہوں نے حضورؒ کی اس رنگ میں تربیت فرمائی کہ جہاں آپ کو اعلیٰ اسلامی تعلیم دی گئی وہیں آپ پر یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ دوسرے مذاہب کا احترام بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ اپنے والدین کی اس نصیحت کو یاد کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’ہمیں تعلیم ہی یہ دی گئی تھی کہ عقائد میں اختلاف کا مطلب مخالفت نہیں۔ بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ اختلاف کی صورت میں دیانتداری سے دلائل کی بناء پر اپنی رائے قائم کی جائے اور اس کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ یہ اختلاف ہماری روز مرہ کی زندگی میں تلخیاں گھول دے اور ایک دوسرے کے درمیان نفرت کی دیواریں حائل کر دے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۷۵)

اپنے والدین کی عظیم تربیت کی وجہ سے ہی ننھا طاہر بچپن سے ہی دوسروں کے ساتھ گھل مل جانے والا اور ہر طرف خوشیاں اور مسرّتیں بانٹنے والا تھا۔ لیکن اس ننھے بچے کو بچپن میں ہی ایک ایسا صدمہ دیکھنا پڑا جس نے اسے غموں کو برداشت کرنا سکھایا۔ ۱۹۴۴ء کی بات ہے۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اپنے میٹرک کے امتحانات کے لیے تیاری میں

مصروف تھے کہ اچانک آپ کی پیاری والدہ مختصر سی علالت کے بعد اپنے مالکِ حقیقی سے جاملیں۔ یہ صدمہ آپ کے لیے کسی پہاڑ سے کم نہیں تھا جس کو آپ نے اپنے رب کے حضور نہایت صبر و عجز و نیاز کے ساتھ سربسجود ہو کر برداشت کیا۔ تین ہی سال بعد تقسیم ملک کا سانحہ پیش آیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پنجاب کی سرزمین کشت وخون کا میدان بن گئی۔ ناحق معصوم لوگوں کو نہایت ظالمانہ طریق پر قتل کیا گیا۔ فسادات کی شدت کے ساتھ ہی قادیان کی مقدس بستی میں اردگرد کی بستیوں سے ستّر ہزار پناہ گزیں پہنچ گئے۔ اس موقعہ پر صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو نمایاں خدمات کی توفیق ملی اور انسانیت کے دکھ اور درد کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقعہ ملا۔

تقسیم ملک کے بعد جماعت نے ربوہ کو اپنا نیا مرکز بنالیا۔ اس وقت ربوہ میں چند گھر بن چکے تھے۔ مگر پانی اب تک ڈھونڈا نہ جاسکا تھا جس کے بنا ایک شہر کا آباد ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ اس نازک گھڑی میں جب کہ حوصلوں کے ٹوٹنے کا گمان تھا حضرت صاحبزادہ صاحب ہر وقت اپنے ہم عمر نوجوانوں کا عزم اور حوصلہ بڑھاتے تھے۔

ایک رات کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے وقت گھر میں تشریف فرما تھے کہ تبھی لاؤڈ اسپیکر پر کچھ کھڑ کھڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک نوجوان کی بڑی ہی ولولہ انگیز اور پراعتماد آواز سنائی دی۔ کوئی نوجوان بہت خوش الحانی سے نظم پڑھ رہا تھا جو کچھ اس طرح سے تھی:

”ہماری محنت کا ثمر ملنے والا ہے۔ کامیابی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔
آؤ ہم سب مل کر، کچھ اور، تھوڑا سا اور زور لگائیں۔“

نظم کو سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بہت متاثر ہوئے اور فرطِ مسرّت سے بے تاب ہو کر کمرے سے باہر نکل آئے تا کہ نظم کو آسانی سے سن سکیں۔ نظم سنی تو فرمایا ”اس موقع پر ہمیں ایسے ہی حوصلہ افزا ولولہ انگیز اور پُرعزم منظوم کلام کی ضرورت ہے۔“ پھر فرمایا ”نہ جانے یہ نظم کون پڑھ رہا ہے“ ان کی اہلیہ نے جواب دیا۔ کیا آپ آواز نہیں پہچانتے؟ یہ تو طاہر احمد ہیں جو نظم پڑھ رہے ہیں۔“

(ایک مردِ خدا صفحہ ۱۰۲)

نومبر ۱۹۵۸ء میں حضرت المصلح الموعودؓ نے آپ کو ناظم وقف جدید مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ کو اس کے لیے پاکستان اور بنگلہ دیش کی دُور افتادہ جماعتوں کے دورے کرنے کی توفیق ملی۔ اسی دوران صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ہر ایک فردِ جماعت سے مل کر، ان کی تکلیفوں اور پریشانیوں کے حال سن کر، ان کے غم بانٹتے۔ غرض اس دوران آپ کا افرادِ جماعت سے ایک بہت ہی قریبی اور ذاتی تعلق قائم ہو گیا جو بعد میں حضورؒ کے دورِ خلافت میں اَور بھی زیادہ مستحکم ہو گیا۔

بچپن میں ہی آپ کا ہومیوپیتھی سے لگاؤ ہو گیا تھا اور گہرے مطالعہ کے بعد آپ کو اس پر کافی مہارت حاصل ہو گئی تھی۔ اب حضورؒ نے دفتر وقف جدید میں ہی ہومیوپیتھی ڈسپنسری کھول کر وہاں مریضوں کا علاج شروع کر دیا۔ خدا جانے آپ کے ہاتھوں سے کتنے ہی بیماروں اور مریضوں نے شفا حاصل کی۔ اور پھر خلافت کے بابرکت دَور میں یہ تو سلسلہ اور بڑھ گیا۔ حضور خود مریضوں کی تشخیص فرماتے۔ اور خطوط میں ان کی تفصیل کے مطابق علاج تجویز فرماتے۔ ایم ٹی اے کے قیام کے ساتھ ہی یہ فیض بھی عالمی صورت اختیار کر گیا اور سارے عالم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ آپ نے ٹیلی ویژن پر ہومیوپیتھی کی کلاسز شروع فرمائیں۔ ہر شہر اور گاؤں میں ان کلاسز کو دیکھ کر کئی احمدیوں نے اس طریق علاج کو اپنا لیا اور وہ آج بھی دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت میں مشغول ہو گئے۔ آج دنیا بھر میں قائم سینکڑوں طاہر ہومیوکلینک اس کی دلیل ہیں۔ آپ کی مایہ ناز تصنیف ”ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل“ ہمیشہ خدمت خلق کی خواہش رکھنے والوں کو فائدہ پہنچاتی رہے گی۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا۔ آپ کے ولولہ انگیز دورِ صدارت میں آپ نے خدام الاحمدیہ میں ایک نمایاں اور انقلابی تبدیلی پیدا کر دی۔ اس دوران خدام کے نام تحریر کیے گئے آپ کے پیغام مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں پڑھ کر روح میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے اور دل میں خدمت دین اور خدمت خلق کا جذبہ مزید مستحکم ہو جاتا ہے۔ آپؒ نے اپنے تین سالہ دورِ صدارت میں خدمت خلق کے عظیم منصوبے تیار کیے اور پھر جب ان پر عمل درآمد ہوا تو اس کے حیرت انگیز نتائج نکلے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب احمدیوں کو محض وقت کے امام پر ایمان لانے کی بناء پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اور ان کے اموال و اسباب کو لوٹا جا رہا تھا۔ ایسے نازک دور میں حضورؒ نے احمدی نوجوانوں کو خدمت خلق کے میدان میں اترنے کی نصیحت کی جس کے نتیجہ میں بلا امتیاز مذہب و ملّت خدام کو مثالی نمونہ دکھانے کی توفیق ملی۔

۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اچانک وفات کے بعد آپؒ جماعت کے چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضورؒ نے جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں ہی مخلوق کی خدمت کر کے ان کا دل جیتنے کی تحریک کی

اور خاص طور پر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کی تحریک کی۔

شفقت علیٰ خلق اللہ کا پہلو جو آپ کی زندگی کا ایک لازمی جز تھا عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام منتخب ہونے کے بعد آپ نے ساری انسانیت کے دکھوں کو اپنا دکھ بنالیا اور جب بھی کسی ملک یا کسی علاقہ میں انسانیت کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا تو ہمارے شفیق حضورؒ ہمیشہ ان کی راہنمائی فرماتے۔

۱۹۹۰ء میں جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو پیارے آقا نے اس جنگ کو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات پر نہایت بصیرت افروز خطبات ارشاد فرما کر انہیں عافیت کی راہ دکھانے کی کوشش کی۔

جیسا کہ فرمایا ''اگر کوئی دل اسے سُنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اسکا اسمیں فائدہ ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ عالی عالمِ اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کروب دور فرمائے آمین''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اگست 1990ء)

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے کبھی اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔

۱۹۹۲ء میں جب یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک بوسنیا نے یوگوسلاویہ سے الگ ہوکر خودمختاری کا اعلان کیا تو ہمسایہ ملک سربیا نے انتہائی ظالمانہ طریق پر بوسنیا پر حملہ کرکے لاکھوں کی تعداد میں معصوم اور نہتّے مسلمانوں کو نہایت ظالمانہ طریق پر قتل کر دیا۔ گاؤں کے گاؤں جلا کر خاکستر کر دیئے گئے۔ مکینوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح سفّاکانہ طریق پر ذبح کر دیا گیا۔ معصوم عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ ان حالات میں پیارے آقا کا دل مضطرب ہوگیا اور ۲۹/ اپریل ۱۹۹۳ء کو آپ نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اور تمام افرادِ جماعت کو ان مظلومین کی امداد کی تحریک فرمائی اور ایک جامع پروگرام جماعت کے سامنے رکھا۔ جس کے تحت تمام دنیا میں بوسنیا کے لوگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو تشہیر کرکے ان کے حق میں آواز اٹھانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے خاص طور پر یورپ کے احمدیوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں آئے ہوئے بوسنین مہاجرین کو محبت دیں، ان کو اپنائیں اور ان کے غموں کو بانٹنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں آپ کی خواہش کے مطابق جماعت کی بین الاقوامی رفاہی تنظیم Humanity First کے ذریعہ ان کے لیے خوراک، ادویات اور دیگر سامان بھجوایا گیا۔ آقا کے ارشاد کی تعمیل میں ریلیف کیمپوں میں رہ رہے بے سہارا اور اپنا سب کچھ اُجاڑ کر آئے مظلوم بوسنین خاندانوں کے لیے خصوصی مجالس کا انعقاد کیا جاتا۔ ایسی کئی مجالس میں خود حضور بھی شرکت فرماتے اور ان کے بچوں کو فرطِ محبت سے سینے سے لگا لیتے۔

افریقہ کا دورہ کرتے ہیں تو وہاں بھی ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش فرماتے ہیں اور ہسپتالوں کا قیام فرماتے ہیں، ان کی خدمت کے لیے احمدی ڈاکٹروں سے اپنی زندگی وقف کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط سالی کا دَور آیا تو حضور نے جماعت کے سامنے ان کی مدد کے لیے بھی تحریک فرمائی۔

جب ایران میں زلزلہ آیا تو اس موقع پر بھی آپ ان کی مدد کے لیے جماعت سے قربانی کرنے کی تحریک کی۔ جب حضورؒ ۱۹۹۱ء میں ہندوستان کے تاریخی سفر پر تشریف لائے تو یہاں کی غربت اور بے کسی کا آپ کے دل پر بہت اثر پڑا۔ چنانچہ دہلی میں جب آپ سیر کے لیے نکلتے تو آپ کے پیچھے کشکول پکڑے ہوئے فقیروں کی ایک قطار ہوتی جنھوں نے شاید ایسا فرّاخ دل انسان پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔

سال ۱۹۹۳ء کو آپ نے انسانیت کا سال منانے کی تحریک پیش فرمائی۔ اس کے لیے آپ نے ۱؍جنوری ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو انسانیت کے لیے کوشش و جدّو جہد کرنے کی تحریک فرماتے ہوئے انسانی اقدار کو قائم کرنے اور بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت میں جُت جانے کی تحریک فرمائی۔ اسی خطبہ میں آپ جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا:

''اللہ کی محبت کے ساتھ ہی بنی نوع انسان کے حقوق کا تصوّر پیدا کریں۔ اُن کا پیار دلوں میں پیدا کریں اور ظلم و سفّاکی کو دُنیا سے مٹانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔''

اپنے آقا کے اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت نے والہانہ لبّیک کہتے ہوئے ساری دنیا میں انسان حقوق کے لیے آواز بلند کی اور بڑے symposium منعقد کرکے لوگوں میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کی۔

ہمارے ملک بھارت میں جب بھی مصیبت کا دور آتا تو آپ اپنے اس مقدس آبائی وطن کے لیے تڑپ اٹھتے۔ ممبئی، بہار اور اڑیسہ میں جب فرقہ وارانہ فساد ہوئے تو فوری طور پر وہاں ریلیف کا سامان بھجوایا اور مصیبت زدہ مخلوق کی بلا لحاظ مذہب و ملّت دکھ دور کیے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے یکساں مکانات بنوا کر دیئے۔ ۱۹۹۹ء میں اڑیسہ میں شدید طوفان اور سیلاب آیا تو فوری طور پر وہاں ٹیم بھجوائی گئی اور خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہزاروں دکھی انسانوں کو ریلیف پہنچائی گئی۔ اس عرصہ کے لیے مرکز قادیان سے محترم سیّد تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید اور خاکسار کو بطور نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بذریعہ ہوائی جہاز اڑیسہ

بھجوایا گیا۔

۲۶؍جنوری ۲۰۰۱ء کی صبح گجرات کی زمین میں شدید زلزلہ آیا جس نے جہاں ایک طرف ہزاروں لوگوں کو ابدی نیند سلا دیا تو دوسری طرف لاکھوں لوگوں کو بے گھر کر دیا۔ شہر ویران ہوگئے اور بستیاں کھنڈھر بن گئیں۔ یہ خبر سن کر مخلوق خدا سے مادر مہربان کی طرح محبت کرنے والا وجود تڑپ اُٹھا اور فوری طور پر انکی ریلیف کے لیے لاکھوں روپۓ بھجوائے اور مسلسل ہدایات وراہنمائی فرمائی۔ بھارت کے خدام کو گجرات کے دور افتادہ علاقوں میں لمبے عرصہ تک نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ازراہِ شفقت گجرات ریلیف ٹیم کا امیر خاکسار کو مقرر فرمایا۔ الحمدللہ علےٰ ذلک الاحسان

ہمارے ملک بھارت میں کشمیر سے کنیا کماری تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو آپ کی داستانِ خدمت خلق بزبان خود بیان نہ کرتی ہو۔

حضورؒ کی پاکیزہ زندگی میں شفقت علی خلق اللہ کا ایک گوشہ وہ بھی ہے جس کا تعلق طبی خدمات سے ہے۔ حضور نے قادیان میں قائم احمدیہ شفاخانہ کو جدید سہولتوں سے آراستہ فرمایا اور اس کی ترقی کے لیے خصوصی توجہ فرمائی۔ ۱۹۹۰ء کے بعد سے اب تک ۳۴۳۴۸۱ مریضوں کا علاج ہو چکا ہے۔ اور اب تو حضورؒ کی کمال شفقت ومحبت سے قادیان کے ریتی چھلّہ میں جدید احمدیہ ہسپتال اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں گزر رہا ہے۔ ۲۰۰ بیڈوں (beds) کی گنجائش والے اس ہسپتال کو انشاءاللہ العزیز جدید ترین سہولیات سے آراستہ کیا جائے گا اور ماہر ڈاکٹر صاحبان یہاں مریضوں کی تشخیص کریں گے۔

حضورؒ نے اپنے بابرکت عہد خلافت کے دوران ہمارے ملک میں تعلیم کے میدان کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ اس دوران جامعۃ المبشرین، وقفِ نو اسکول اور احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نظارت تعلیم کے تحت صوبہ جموں وکشمیر، بنگال، آسام، کیرالہ اور یوپی میں متعدد نہایت احسن پیرایہ میں بلا امتیاز مذہب وملت بچوں کو تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ صرف کشمیر میں ہی ٦ اور کیرالہ میں ۴ انگلش میڈیم اسکول مقبول پیرایہ سے کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یوپی، آسام، بنگال میں بھی آپ کے دورِ خلافت میں اسکول جاری کیے گئے جو بفضلہٖ تعالیٰ مقبول خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان اسکولوں کو مرکز سے سالانہ لکھوکھا روپے گرانٹ دی جاتی ہے۔ حضورؒ نے ہندوستان کے ذہین اور ہونہار طلباء وطالبات کو اعلیٰ تعلیم کے لیے مالی کمی کو کبھی بھی روک بننے نہ دیا اور ایک خطیر رقم اس غرض کے لیے بطور امداد عطا فرمائی اور صرف ہمارے ملک میں ہی -/۸۱،۲۵،۰۰۰ روپے مستحقین کو عطا فرمائے۔

پھر بے روزگار نوجوانوں کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے لیے لئے -/۳۵،۸۹،۰۰۰ روپے بطور قرض اور -/۸،۷۴،۰۰۰ روپے بطور امداد فراہم کیے۔

غرباء اور بیوگان کی امداد کے لیے حضور نے بیوت الحمد فنڈ قائم فرمایا جس سے قادیان میں ۳۷ کواٹرز پر مشتمل کالونی تعمیر کی گئی ہندوستان کے احمدیوں کو ان کے مکانات کی تعمیر اور مرمت کے لئے اسی فنڈ سے -/۲۵،۷۵،۰۰۰ روپے قرض اور -/۳۵،۱۷،۵۰۰ روپے کی امداد مہیا کی گئی ہے۔

ہر سال جب عید آتی پیارے آقا غرباء اور مساکین کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ اکثر عید کے خطبہ میں جماعت کے لیے یہی پیغام ہوتا کہ اپنی خوشیوں میں غرباء اور مساکین کو بھی شامل کریں۔ اس غرض سے حضورؒ ہر سال ایک خطیر رقم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہندوستان کے احمدیوں کے لیے بھجواتے۔ یہ تحفہ سینکڑوں ضرورتمند گھروں کے لیے خوشیاں اور مسرّت کا پیغام لے کر آتا۔

۲۱؍فروری ۲۰۰۳ء کو حضورؒ نے غریب بچیوں کی شادی کی امداد کے لیے اپنے والدہ مرحومہ کے ذکرِ خیر کے لیے ان کے نام پر ہی مریمؓ شادی فنڈ کی تحریک فرمائی۔ صرف ایک ہفتہ میں اس تحریک میں ایک لاکھ نو ہزار تین سو تیس پاؤنڈ سے زائد رقم وعدوں اور نقدی کی شکل میں جمع ہوگئی۔ بعض خواتین نے اس فنڈ میں زیوارت بھی پیش کئے۔

الغرض کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا ذکر چھوڑا جائے۔ کتنے ہی گھر ہیں جو آج حضورؒ کی شفقت اور محبت کے سلوک کی وجہ سے آباد ہیں۔

لکھو تمام عمر پھر بھی تم علیم
اُس کو دِکھا نہ پاؤ وہ ایسا حبیب تھا

حضور جب خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے تو پاکستان میں جماعت کے خلاف مظالم کا ایک نیا باب شروع ہو چکا تھا۔ ان حالات میں حضور کیلئے اپنے فرائض کو سرانجام دینا انتہائی ناگزیر ہوگیا لہذا آپ نے لندن ہجرت کر لی۔ لیکن پاکستان میں جماعت کی مخالفت بڑھتی چلی گئی۔ کلمہ پڑھنا، اذان دینا، تبلیغ کرنا حتیٰ کہ کسی کو سلام کرنا بھی احمدیوں کے لیے سنگین جرم قرار دیا جاچکا تھا۔ جابر حکومت نے ’’دفاعِ اسلام‘‘ کے نام پر معصوم احمدیوں کو جیلوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پیارے آقا کا دل اپنے پیاروں کی حالت دیکھ کر ماہیٔ بے آب کی طرح بے چین ہوگیا اور حضور نے اپنی کتنی ہی راتیں اضطراب اور بے چینی میں ان اسیرانِ راہِ

مولیٰ کی خاطر دعاؤں اور التجاؤں میں گزار دیں۔ جب بھی کوئی خوشی کا موقعہ آتا آپ گلوگیر آواز میں ان اسیران راہِ مولیٰ کی خاطر دعاؤں کی خصوصی تحریک فرماتے۔ اس موقعہ پر ان اسیران نے نام لکھے گئے خطوط آپ کی قلبی کیفیات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کا دل اپنے پیاروں کو زنداں میں دیکھ کر غم سے گھلتا جاتا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپؒ نے بھی اپنے آپ کو ان کے ساتھ سلاسل میں قید کر لیا ہے۔

حضورؒ اسیر رہِ مولیٰ محمد الیاس منیر صاحب کو اپنے ایک خط محررہ ۱۵/ جون ۱۹۹۲ء میں کچھ ایسے ہی دلی جذبات کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"آپ کو صرف یہ بتانے کے لیے یہ حرف لکھ رہا ہوں کہ آپ کے دورِ یوسفی میں ایک دن بھی مجھے ایسا یاد نہیں کہ آپ یاد نہ آئے ہوں۔ بارہا آستانۂ الوہیت پر اِس گداز دعا سے میرا دل پگھل پگھل کر بہا ہے کہ اے میرے پیارے ربّ مجھے جلد تر اپنے پیاروں کی رہائی دکھا کر اس جان گسل غم سے رہائی بخش جس نے مجھے یرغمال بنا رکھا ہے اور جو میری آزادی کی خوشی میں ایسی تلخی گھولتا ہے کہ یہ آزادی جرم دکھائے دینے لگتی۔"

پھر ۳/دسمبر ۱۹۸۴ء کو لکھے گئے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

"بارہا تمہیں اور تمہارے اسیر ساتھیوں کو خط لکھنے کا ارادہ کیا مگر وفورِ جذبات کے سامنے کچھ پیش نہیں گئی۔ اللہ کی تقدیر اسلام کے احیائے نو کی خاطر ہم سے جو قربانی لینا چاہتی ہے ہم حاضر ہیں، وہی ہے جو ہمیں ہمت اور صبر اور ثبات قدم بھی عطا فرمائے گا۔ لیکن میرا دل، دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت۔ اپنے پیارے کا دُکھ میرے لیے ناقابل بیان اذیّت کا موجب بنتا ہے۔"

یہ خطوط کیا ہیں، گویا حضورؒ نے اپنے زخمی دل کا حال کھول کر رکھ دیا ہے جو اپنے پیاروں کا درد دیکھ کر ہر طرف سے چاک چاک ہو گیا ہے۔ حضورؒ تحریر فرماتے ہیں:

"راہِ مولا کے اسیروں کے خطوط میرے دل پر اتنا گہرا اثر کرتے ہیں کہ جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا دل آپ سب کے لیے بہت زخمی ہے اور جان کو فکر لگا رہتا ہے۔ آپ کے مجبور، غمزدہ، ترساں عزیزوں کے خیال سے اور بھی زیادہ غمناک ہو جاتا ہوں اور آپ سب کے لیے اور آپ کے سب عزیزوں کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔

اللہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی مزید صدمہ نہ دکھائے اور پہلے غموں کو بھی اس طرح زائل فرما دے گویا وہ کبھی نہ تھے۔ اللہ ہر آن آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے اور آپ کے کانوں میں "نہ ڈر۔ قریب ہوں میں" کی پیار بھری سرگوشیوں کے رس گھولتا رہے۔" (۶/جنوری ۱۹۸۴ء)

شفیق اور ہمدرد آقا صرف دعاؤں میں ہی مصروف نہیں بلکہ اپنے پیاروں کے حوصلوں کو بڑھاتے ہوئے کامیابی اور کامرانی کی نوید دیتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا، رت بدل جائے گی

جماعت کی چہار دانگ ترقی کے لیے حضورؒ نے جہاں مختلف منصوبے جاری فرمائے وہیں خدمتِ انسانیت کو ایک اہم مقصد قرار دیا۔ حضور نے ۱۹۹۳ء میں جماعت کو تحریک کی کہ وہ یہ سال عالمی طور پر انسانیت کے سال کے طور پر منائے۔ کیونکہ جب تک قوموں اور ملکوں کے درمیان حائل نفرت اور اختلاف کی دیواریں نہیں گرائی جاتیں تب تک مذہبی اور اخلاقی تبدیلی کام نہیں آسکتی اس لیے جماعت کو عالمی سطح پر باہمی یکجہتی اور محبت پھیلانے کے لیے پروگرام تشکیل دینے چاہئیں۔

کسی معصوم سی بچی کا خط بھی آپ کو بے چین کر دیتا اور ایسا کوئی ایک تو نہیں تھا آپ تو دنیا کے ۱۷۰ ممالک میں بسنے والے احمدیوں کے پیارے آقا تھے جن کو ہر احمدی ایک مہربان باپ کی طرح ہر غم اور تکلیف کے موقعہ پر دعا کے لیے لکھتا تھا۔ اور جب اس کا جواب ملتا تو اس کا ہر ایک لفظ ٹوٹتے ہوئے حوصلوں اور گرتے ہوئے عزائم کو ایک نئی طاقت اور اِستقامت عطا کرتا اور مجروح دلوں کے لیے وہ خط ٹھنڈک عطا کرنے والا مرہم ثابت ہوتا۔ آج بھی بے شمار احمدیوں کے پاس ایسے کتنے ہی خطوط ان کے لیے سرمایۂ حیات کی حیثیت رکھتے ہیں اور حضورؒ کی اپنی قلبی کیفیت کا اندازہ خود حضور کے اس شعر سے بخوبی ہو سکتا ہے ۔

ہر روز نئے فکر ہیں ہر شب ہیں نئے غم
یارب یہ میرا دل ہے یا مہمان سرا ہے

حضورؒ کا دل انہیں غموں سے بھرا تھا مگر ہر حال میں دوسروں کی خوشیوں کیلئے دعائیں کرتے۔ خود فرماتے ہیں ۔

ہر روز نیا فکر ہے ہر شب ہے نیا غم
یارب یہ میرا دل ہے یا ویران سرا ہے

گذشتہ سال جب آپ شدید بیمار ہوئے تو جماعت کے نام ایک پیغام تحریر فرمایا جسمیں اپنے دلی جذبات کا اظہار خدا کے حضور یوں کیا کہ

’’میرا مولیٰ کبھی آپ کے غم مجھے نہ دکھائے‘‘۔اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

میرے آنسو تمہیں دیں رمِ زندگی
دور تم سے کریں ہر غمِ زندگی

پھر مہربان آقا ایک شفیق باپ کی مانند اپنے پیاروں کو انکے غموں اور تکلیفوں میں ڈھارس ہی نہیں بندھاتے بلکہ ان کے ان کے مقاصد میں کامیابی وفراوانی اور اعلیٰ اخلاق اور روحانی ترقیات کے لیے دعائیں کرتے اور راہنمائی فرماتے ہیں۔اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تم ہی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تم ہی امام چلو
عہدِ نو ہے تمہارے نام چلو

پھر منزل پا لینے کا یقین دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

خوں بڑھے میرا جو تم ترقی کرو
قرۃ العین ہو ساریاں کے لیے

خلیفہ وقت اور افرادِ جماعت کے اس باہمی رشتہ کے متعلق حضورؒ فرماتے ہیں:

’’جیسی محبت خلیفہ کو جماعت سے ہوتی ہے یا جماعت کو خلیفہ سے ہوتی ہے اس کی مثال دنیوی تعلقات میں کہیں دکھائی نہیں دیتی اور یہی محبت ہے جو پھر آپس میں انتشار کرتی ہے۔جس طرح ایک مرکز پر شعائیں اکٹھی ہوں اور پھر منتشر ہو کر اردگرد پھیلیں وہی کیفیت ہے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی آپس میں للّٰہی تعلقات بڑھیں گے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو میں اپنی ساری زندگی کی تاریخ اور تجربے پر نگاہ ڈال کر بیان کر رہا ہوں۔‘‘

(روزنامہ الفضل ۷/اگست ۱۹۹۴ء)

خلیفہ وقت کے ساتھ احباب جماعت کا یہی رشتہ تھا کہ جب ۱۹/ اپریل ۲۰۰۳ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے ہر ایک فرد نے یہی محسوس کیا کہ اس کے سر سے ایک شفیق والد کا سایہ اٹھ گیا ہے اور ہر ایک نے اپنے آپ کو بے بس محسوس کیا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایک مرتبہ پھر جماعت کے خوف اور بے چینی کی حالت کو امن اور سکون سے بدل دیا اور ایک مرتبہ پھر خلافت کی عظیم نعمت سے نوازا اور سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھوں پر احباب جماعت نے بیعت کر کے اپنے اخلاص اور وفا کا ثبوت دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جانے والے محبوب اور ہمدرد آقا کو جنت الفردوس میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور اس پر اپنے خاص افضال اور رحمتوں کی بارش برساتا چلا جائے۔ نیز ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے پیارے آقا کی پاکیزہ سیرت کو جو بے شمار خوبیوں سے مرصّع ہے، اپنا کر اسے دوام دینے والے بنیں اور یہ خوبیاں صدقات جاریہ بن کر ہمیں اور ہماری نسلوں کو فیضیاب کرتی چلی جائیں۔ آمین یاربّ العالمین

اے رحیم وکریم خدا، اے مستجاب الدعوات ! ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روح القدس کے ذریعہ تائید ونصرت فرما اور خلافت احمدیہ کے سایہ تلے یہ قافلہ غلبہ اسلام کی عظیم منزل کی طرف رواں دواں رہے۔آمین اللّٰھم آمین

قرآن کریم کی اہمیت وضرورت
فضائل و برکات اور آدابِ تلاوت

از محترم مولوی عبدالمومن صاحب راشد مبلغ سلسلہ قادیان

دیگر الہامی کتب کی موجودگی میں قرآن کریم کی کیا ضرورت ہے؟ اسکے کئی جواب دیئے جاسکتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

''الہامی کتب کی موجودگی میں اسکی یہ ضرورت ہے کہ

۱۔اس سے پہلے سب ہدایت نامے نامکمل تھے۔یہ مکمل ہے۔

۲۔ان میں خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں اور یہ سب خرابیوں سے محفوظ ہے۔

۳۔وہ سب ہدایت نامے ایک ایک قوم اور مذہب کی لئے تھے اور یہ ہدایت نامہ سب قوموں کے لئے ہیں۔اور سب قوموں کے بزرگوں کی عزت قائم کرنے اور سب ضائع شدہ ہدایتوں کو زندہ کرنے کے لئے آیا ہے۔

۴۔ان کتب میں بوجہ اندرونی و بیرونی نقائص کے وصال الٰہی پیدا کرنیکی خاصیت باقی نہ رہی تھی اب اس کے ذریعہ سے ہر انسان کو وصال الٰہی حاصل کرنے اور کلام الٰہی سے مشرف ہونے کا موقعہ دیا جائیگا۔وغیرہ وغیرہ (تفسیر کبیر ۱؍۹۴)

مزید آپ فرماتے ہیں۔

''تمام اہم امور جو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے متعلق جو جو تہمتیں مختلف مذاہب کے پیرووں یا فلاسفروں نے لگائی ہیں۔اسلام نے انکو دور کیا ہے۔اور ہر ایک تہمت سے خداتعالےٰ کو ملائکہ کو کلام الٰہی کو انبیاء کو اور فطرتِ انسان کو بری کیا۔اور یہ ایسی خوبی ہے جو اور کسی کتاب میں اس کے موجودہ حالت میں نہیں پائی جاتی۔اور صرف قرآن کریم ہی ہے۔جو سب تہمتوں سے ان مبارک وجودوں اور اصولوں کو پاک کرتا ہے۔جو مذہب کے لئے بمنزل سکون کے ہیں۔اور ایسا امر ہے کہ اگر قرآن کریم اس کے سوا اور کوئی کلام نہ بھی کرتا تو صرف یہی کام دوسرے ادیان کی موجودگی کے باوجود اسکی ضرورت کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھا۔'' (تفسیر کبیر ۸۵)

علاوہ ازیں قرآن کریم کے بارے میں پہلے انبیاء نے پیشگوئی کی تھی اور یہ بتایا تھا کہ آئندہ جو کتاب نازل ہوگی وہ دنیا کی تمام قوموں اور نسلوں کو اور مغرب اور مشرق شمال و جنوب میں بسنے والے نوع انسان کو روحانی فیض پہنچائیگی۔اور تمام مذاہب کے باہمی اختلافات مٹا کر ایک پلیٹ فارم پر لائیگی۔

چنانچہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کو ہی جو فخر و اعزاز حاصل ہے۔کہ پہلی کتب کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام دنیا کی قوموں اور مختلف نسلوں کی روحانی تشنگی کو دور کرنے کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔اور اسکے احکام و تعلیمات انسانی دست بُرد کا شکار ہونے سے محفوظ ہیں۔اور تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے حقوق کی تکمیل کروا رہا ہے۔

فضائل قرآن کریم

قرآن کریم کو دیگر کتب مدسہ پر جو بے شمار فضائل و امتیازات حاصل ہیں۔ان میں سے ایک ممتاز خوبی قرآن شریف کو یہ حاصل ہے کہ صرف اور صرف اسی کتاب کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے ظاہری اور باطنی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافطون (الحجر)

یعنی یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کتاب کو نازل کیا ہے۔اور ہم ہی اس کے حفاظت کرینگے۔چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس عظیم کتاب کے ساتھ کئے گئے وعدہ کو دو طرح سے پورا کیا ہے۔

۱۔ایک تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی ذہن کو الٰہی جلا اور طاقت بخشی ہے کہ وہ من وعن قرآن شریف کو یاد رکھ سکتے ہیں نہ صرف اس کے الفاظ بلکہ ایک ایک حرف پر جو زبر زیر اور پیش کی حرکات اور علامات وقوف ہیں۔انکو مدنظر رکھ کہ حفظ کرتے ہیں۔چنانچہ عالم اسلام میں ایسے ایک دو نہیں یا ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں ایسے خوش نصیب افراد دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔جو قرآن کریم کو بسم اللہ کی ب سے لیکر والناس کی س تک اپنے ذہنوں میں ایسا محفوظ کئے ہوتے ہیں کہ اگر خدانا خواستہ کسی وقت دنیا میں ایک نسخہ باقی نہ چھوڑا جائے تو تب بھی قرآن کریم بلاکم و کاست ان لاکھوں حفاظ کے ذریعہ من وعن دوبارا لکھا جائیگا۔اور اس میں کوئی زیر وزبر کی کمی نہیں آئیگی۔

قرآن کریم کی اس عظمت کا اعتراف اسلام کے مخالفین بھی کرتے ہیں۔سر ولیم جیسا شخص تحریر کرتا ہے۔

''یعنی ہمارے پاس ہر قسم کی ضمانت موجود ہے۔اندرونی شہادت کی

بھی اور بیرونی کی بھی یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے۔ جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ظاہری حفاظت کے ساتھ ساتھ باطنی حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔ وہ اس طرح کی قرآن کریم کے حقیقی معنیٰ و مفہوم اور صحیح مطالب بتانے کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو مبعوث فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وعدہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں۔

اِن اللّٰــــہ یبعــث لھـذہ الامۃ عـلـی رأس
کـل مــائۃ سـنۃ مــن یــجـدّد لھــا دینھــا

یعنی یقیناً اللہ تعالےٰ امت محمدّیہ کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمائیگا جو تجدید و تمکنت دین کے فرائض انجام دیگا جو اس ایک صدی کے اندر اگر کسی لفظ یا آیت کے معنی و مفھوم میں کسی نوع کا ابہام پیدا ہوگیا ہو تو اسکا ازالہ کرکے حقیقی اور صحیح مفھوم و مطلب بیان کرنے کے ساتھ ایسے حقائق و معارف بھی بیان کریگا۔ جو مومنین کے ازدیار ایمان کا موجب ہونگے۔

اب آپ غور کرینگے تو سوائے اسلام کے اور کتاب قرآن عظیم کے کسی کے پاس نہ ایسا دعویٰ ہے نہ دلیل صرف اور صرف قرآن کریم ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حفاظت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ثبوت بھی پیش کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:-

قرآن کریم کی یہ فضلیت ایسی ہے کہ جو دوسری کتب کے مقابلہ پر اسکی ضرورت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیتی ہے۔ کیونکہ جس کلام کے محفوظ ہونے میں شک پڑ جائے اس پر عمل کرنے کے لئے انشراح صدر پیدا نہیں ہوتا اور مذہب کے لئے کامل انشراح کا ہونا ضروری ہے۔

(تفسیر کبیر جلدا صفحہ ۸۸)

قرآن شریف کو دیگر کتب مقدسہ پر ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے کہ پہلی کتب میں اس عظیم المرتبہ کتاب کے بارے میں پیشگوئی موجود ہے جیسے بائیبل کے باب ۳۳ استثنا آیت ۳ میں ذکر ہے۔

''اور اُس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دن ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی''

بائیبل کی اس پیشگوئی کو عیسائی حضرت عیسیٰؑ پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور مصداق ٹھہرانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اور معنی اور مفھوم کو بگاڑنے کے علاوہ الفاظ کی تعریف کرنے سے باز نہیں آتے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی بھی خود کو اس پیشگوئی کا اشارہ یا کنایۃً مصداق ٹھہرایا ہے۔ البتہ آپ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے۔

''اور دیکھو میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں۔

''میں تمھیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلّی دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا۔''

یوحنا باب 16 آیت 1.7.14 انجیل کی ان متذکرہ اور بہت سی آیات سے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تسلیم کرتے ہیں کہ 'موعودؑ اور 'تسلّی' دینے والا میرے بعد آئیگا۔

چنانچہ واقعات و تاریخ سے واضح ہے کہ آنحضرت صلعم حضرت عیسیٰ کے بعد ظاہر ہوئے۔ اور آپ پر وہ تمام علامات چسپاں ہوتی ہیں۔ جو بائیبل نے بیان کیں تھیں۔

یعنی آنحضرت صلعم ہی فاران والے شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور دس ہزار قدوسی یا پاک روحیں وہ جانثار صحابہ ہیں جو فتح مکہ کے موقعہ پر آپ صلعم کے ساتھ موجود تھے اور آپ ہی مقدس وجود ہیں جن پر آتشی شریعت یعنی قرآن کریم نازل ہوا۔ آتشی شریعت سے مراد یہ ہے کہ اس کلام اللہ میں دو خاصیتیں ہونگی۔ یعنی نور اور نار کی نار گندی اور بری باتوں کو جلائیگی جبکہ نور سے سعید روحیں منور ہوتی رہینگی۔

الغرض بائیبل کی پیشگوئی لفظاً لفظاً ہمارے آقا آنحضرت صلعم کی شان اقدس میں پوری ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کی اور بھی خصوصیات ہیں جو اور کتب میں نہیں ملتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ قرآن تمام الہامی کتب کی تصدیق کرتا ہے۔
۲۔ سب نبیوں کو پاک اور راستباز قرار دیتا ہے۔
۳۔ تمام قوموں کو متحد کرتا ہے۔
۴۔ سب مذاہب کی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کیا ہے۔
۵۔ بے مثل و عاند ہے۔
۶۔ اپنی صداقت کی آپ دلیل دیتا ہے۔
۷۔ ریب اور شک سے پاک ہے۔ اور تمام کمالات کا جامع ہے۔
۸۔ کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔
۹۔ ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

۱۰۔ایک انسان کو اعلیٰ اخلاق سے ہی متصف نہیں کرتا بلکہ اُسکو خدا نما وجود بنا دیتا ہے۔

برکات قرآن کریم

ایک انسان کو جو بھی دینی اور دنیاوی ترقی وفلاح مطلوب ہو وہ اگر سچے دل سے تقویٰ اور اخلاص سے قرآن کریم کی اتباع کرتا ہے تو وہ ضرور اپنے تمام اعلیٰ مقاصد کے حصول میں کامیاب و کامراں ہوگا۔ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلیفۂ وقت کے تابع و اقتدار میں اس طرح ہزار ہا لوگ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول صلعم سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔اور نیکی اور تقویٰ کے اُس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔جسکی نظیر صحابہ کرام کے عملی نمونہ میں ملتی ہے۔علاوہ ایسے بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بین الاقوامی سطح پر عزت و شہرت حاصل کی جیسے حضرت چوھدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جو عالمی عدالت کے عظیم عہدہ صدارت پر فائز رہے۔اور محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جنہوں نے دنیائے سائنس میں نام کمایا اور نوبل پرائز پانے والے پہلے احمدی مسلمان ہونے کا فخر حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

الخیر کلہ فی القرآن

یعنی ہر قسم کی بھلائی اور خیر قرآن میں ہے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ دینی یا دنیاوی ترقی حاصل کرنی ہو تو قرآن کریم کی سچی اور کامل اتباع کی جائے۔

علاوہ ازیں قرآن شریف ہی آج دنیا میں ایک ایسی کتاب ہے۔ جسکی تعلیمات اور احکامات ہر عمل کرنے کے نتیجہ میں ایک انسان سالھا سال کی ریاضت کے بجائے چند دنوں کی عبادت سے دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔اور اُس کی بے شمار دعائیں قبول ہوتی ہیں۔اور بہت سے مصائب و مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔پھر اتنا ہی نہیں بلکہ ایک انسان جب قرآنی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارتا ہے تو وہ اپنے خالق و مالک سے ہمکلام ہونے کی سعادت بھی پاتا ہے۔

آداب تلاوت

اس عظیم الشان کتاب سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اُن آداب کو ملحوظ رکھا جائے جو ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے ظل کامل حضرت مسیح موعود علیہ وسلم اور آپکے خلفاء کرام نے بیان فرماتے ہیں۔

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اسکا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ابوداؤد

پھر آپ فرماتے ہیں۔جس نے تین دن سے کم عرصہ میں قرآن کریم کو ختم کیا اُس نے قرآن کا کچھ بھی نہیں سمجھا یعنی قرآن کریم جلدی جلدی نہیں پڑھنا چاہئے۔ بلکہ معنیٰ اور مطالب پر غور و فکر کرتے ہوئے تلاوت کرنی چاہئے۔

مزید آپ فرماتے ہیں۔جسکو قرآن کریم کا کچھ حصّہ بھی یاد نہیں۔وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق حیاتِ دین اور اقامت شریعت کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ آپ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہے۔''قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کہ نہ پڑھو بلکہ اسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔''

(الحکم 24 جون 1902ء)

پھر فرماتے ہیں۔ ''جو علمی ترقی چاہتا ہے اُسکو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے اگر بعض معارف سمجھ نہ آئے تو دوسروں سے دریافت کر کے فائدہ پہنچائے۔''

(الحکم 17 جولائی 1903ء)

مزید آپ فرماتے ہیں۔خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا عبادت ہے۔آپ اپنی تصنیف کشتی نوح میں اپنی جماعت کو خاص طور پر مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مخاطب کر کے فرمایا کہ الخیر کلہ فی القران کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔یہی بات سچ ہے۔افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے کوئی بھی تمہارے ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کو مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے۔جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر

Crescent Publishers

DEALS IN MULTILINGUAL COMPOSING,DESIGNING AND PUBLISHING BOOKS ETC.

IN URDU HINDI GURMUKHI AND ENGLISH.

MOHALLA AHMADIYYA, QADIAN (DT. GURDASPUR) PB.
✆9872318868

email- qadian313@yahoo.com

عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت و ہدایت جو تم کو دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔

پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی یہ پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔'' (کشتی نوح ۲۳-۲۴)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 4 جولائی 1997ء کے خطبہ جمعہ احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے آدابِ تلاوت کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''پس تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنا اور اُس کے معانی پر غور سکھانا یہ ہماری تربیت کی بنیادی ضرورت ہے۔ اور تربیت کی کنجی ہے۔ جس کے بغیر ہماری تربیت ہو نہیں سکتی ہے۔''

قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جسکے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے۔''

مزید آپ فرماتے ہیں۔ ''پس قرآن کریم کی اس ہدایت کی طرف توجہ دیں کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اور تقویٰ کے بغیر قرآن کریم کے مقاصد مل نہیں سکتے''

صرف تشکر الحمد اللہ الحمد اللہ صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو اللہ کے فضل سے آج دنیا میں قرآن کریم کو پڑھنے اُسکے فضائل اور برکات سے مستفید ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔ اُسکے صحیح معنیٰ و مفہوم و مطالب اور حقائق و معارف دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ یہ صرف ہم نہیں کہتے بلکہ غیروں کو اس کا اعتراف ہے۔ جیسے مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدق جدید تحریر فرماتے ہیں۔

''مبارک وہ دین کا خادم جو تبلیغ اشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت کو سمجھ لیا جائے۔''

(صدق جدید 22 دسمبر 1961ء)

اسی طرح مولانا ظفر علی خان صاحب لکھتے ہیں۔

''کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ مرزا محمود کے مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔'' (اخبار زمیندار)

جدید سائنسی انکشافات
اور
قرآنِ کریم

قسط اوّل

شاہد احمد بٹ ۔ قادیان

قرآنِ کریم کلام الٰہی ہے جس کا لفظ لفظ اور حرف حرف وحی والہام ہے۔ یہ عظیم الشان کلام آج سے چودہ سو سال پہلے جب صحرائے عرب میں رسول اُمّی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تو ہر طرف ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کا منظر عیاں تھا۔ تہذیب و تمدن، علم و اخلاق، ادب و معاشرت غرض ہر لحاظ سے عرب قوم کی حالت نہایت ابتر تھی۔ مکہ جو خانہ کعبہ ہونے کی وجہ سے عرب کا دینی و تجارتی مرکز تھا وہاں علم کا یہ حال تھا کہ نہایت مشکل سے شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ملتے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے ہوں۔

فارس اور روم کی عظیم سلطنتوں کے درمیان واقع ہونے کے باجود عرب کی حالت یہ تھی کہ قبائل کی خانہ جنگی، آپسی رنجشیں، طوائف الملوکی، جنگ وجدال، جہالت و اوہام پرستی کے علاوہ بدرسوم و رواج، بُت پرستی، شراب خوری، جوا، زنا کاری وغیرہ کا عام رواج تھا۔

ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے بے شمار فضلوں و رحمتوں کے ساتھ صحرائے عرب کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو اصلاحِ خلق کے لیے مبعوث کیا اور آپ پر قرآنِ کریم جیسا عظیم الشان کلام نازل فرما کر آپ ؐ کی زبانِ مبارک سے علوم و معارف اور حقائق و دقائق کے ایسے بے بہا خزائن بیان فرمائے جو اُس اُمّی انسان سے ناممکن نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۞ (النجم:۴-۵)

یعنی یہ کلام اس رسول اُمّی کے اپنے خیالات نہیں بلکہ یہ کلام عالم الغیب خدا کا کلام ہے جو زمین و آسمان کے پاتال سے بھی باخبر ہے۔ وہ خدا جو ارض و سماء اور اُس پر بسنے والے تمام جانداروں کا خالق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کا کلام جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا آج بھی ویسا ہی معجزہ ہے جیسا کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک معجزہ تھا۔

یہ کلام جہاں اسلام کے الٰہی منشور پر مشتمل ہے وہیں اس میں ایسی پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں جو گذشتہ چودہ سو سالوں سے پوری ہو کر اس کی صداقت پر مہر صداقت ثبت کرتی رہی ہیں۔ یہی نہیں سائنس جو قدرت کے سربستہ رازوں کو جاننے اور سمجھنے کا علم ہے آج قرآن کی حقانیت اور صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ایک معاون اور مصدِق بن گئی ہے۔ جدید سائنسی تحقیقات و انکشافات اس کے کلمۃ اللہ اور اعجاز ہونے پر تازہ بتازہ ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابراہیم میں اس کی مثال شجرہ طیّبہ سے دی ہے۔ فرمایا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۞ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ط وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۞

یعنی کیا تو نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک کلمۂ طیّبہ کی ایک شجرۂ طیّبہ سے۔ اس کی جڑ مضبوطی سے پیوستہ ہے اور اس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ ہر گھڑی اپنے ربّ کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ انسانوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

زیرِ نظر مضمون میں اُنہیں تازہ بتازہ پھلوں کا ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو سائنسی تحقیقات و انکشافات کی شکل میں قرآنِ کریم کی صداقت اور اعجاز کو ثابت کرنے کے لیے اُس کی جھولی میں وقتاً فوقتاً گرتے رہتے ہیں۔ یہ انکشافات صرف قرآنِ کریم کی حقانیت کو ہی ظاہر نہیں کرتے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بھی منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ اپنے ہر دعویٰ میں صادق تھے۔

آج کا متمدّن انسان حیرت و استعجاب کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے سائنس کی وہ تحقیقات جو گذشتہ چند صدیوں میں طویل اور مسلسل کاوشوں کے بعد ظہور میں آئیں اُن کا اعلان ملک عرب کے صحرا میں ایک اُمی رسول آج سے چودہ سو سال پہلے کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے چلے جاتا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، یہ کلام ہے۔

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ أفضل صلوٰتكَ
وَبَارِكْ وَ سَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پہلا انکشاف ۔ انسانی تخلیق کے بارے میں

انسانی تخلیق اور زندگی کی بنیاد اور اُس کے ارتقاء کے متعلق

سائنسدانوں نے اب تک اپنی تحقیقات کے مطابق جو مختلف انکشافات کیے ہیں اُس میں غالبًا سرِفہرست برطانوی بایو کیمسٹ J.B.S. Halden کا نام ہے۔ اُن کی مشہور تحقیق ۱۹۲۹ء کے Rationalist Annual میں شائع ہوئی۔ ان تمام تحقیقات سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ زمین کے وجود میں آنے کے ابتدائی ساڑھے تین کھرب سال تک (یعنی آج سے 4.5 کھرب سال پہلے سے لے کر ایک کھرب سال پہلے تک ہماری زمین کی خلاء آکسیجن سے خالی تھی۔ کسی بھی قسم کی زندگی اس ماحول میں نشو ونما نہیں پا سکتی تھی۔ لیکن غیر عضوی کیمیا (Inorganic Chemicals) سے عضوی مادّہ (Organic Matter) کی ترکیب کے لیے یہ ایک نہایت موزوں ماحول تھا۔ کیونکہ اُس کے لیے آکسیجن کا نہ ہونا ضروری ہے۔ ہم اس بات کو اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اُس وقت ہماری خلاء میں اوزون کی حفاظتی سطح نہ تھی جو بیرونی خلاء سے خطرناک کاسمک ریڈی ایشن کو زمین پر پہنچنے سے روکتی ہے۔ چنانچہ اُس زمانہ میں اوزون کی تہ نہ ہونے کی وجہ سے زمین کے سمندروں پر خلاء سے آنے والی خطرناک اور انتہائی شدید ریڈیائی دھماکے مسلسل ہوتے رہتے تھے۔ کاسمک توانائی کی اس شدید بمباری نے زمین پر pre-biotic مادّہ کی تخلیق میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔ چنانچہ سائنسدان بتاتے ہیں کہ غیر عضوی مادّہ سے عضوی مادّہ کی ترکیب سب سے پہلے سمندر کی گہرائیوں میں شروع ہوئی جہاں سب سے پہلا عضوی کیمیا Amino Acids وجود میں آئے۔ اب قرآنِ کریم کی ان آیات کا مطالعہ کیجئے اور پھر سوچئے کہ کیا یہ اعجازی کلام آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے زندگی کے ارتقاء کے اس مرحلہ پر روشنی نہیں ڈال رہا؟ فرمایا

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ (النّور: ۴۶)

یعنی اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔

نیز فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (ھود: ۹)

یعنی اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا تخت پانی پر تھا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آیت مندرجہ بالا کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

”کَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ سے ......مراد یہ ہے کہ اس نے تمام زندگی کی بِنا پانی سے ڈالی ہے اور روحانی زندگی بھی روحانی پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے انبیاء پر اتارا جاتا ہے۔“

(قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ ۳۵۶)

پھر انسان جو ارتقاء کے تمام اَدوار کی آخری منزل تھا، اُس کے متعلق فرمایا کہ وہ بھی دراصل پانی سے ہی پیدا کیا گیا ہے، کیونکہ پہلا عضوی مادّہ جو دراصل مخلوقات کی ابتدائی ارتقائی شکل تھا، وہ بھی دراصل اپنے منتہا یعنی انسان کی ہی ایک ارتقائی صورت تھی۔ چنانچہ فرمایا:-

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (الفرقان: ۵۵)

یعنی اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا۔

اب ارتقاء کی اگلی کڑی کی طرف بڑھیے۔ سب سے پہلے سمندر میں Inorganic Molecules مثلاً پانی، کاربن ڈائی آکسائڈ اور امونیا کے آپسی ردِّعمل کے ذریعہ پہلا عضوی مادّہ amino acid وجود میں آیا۔ جیسے جیسے یہ ردِّعمل بڑھتا گیا اور سمندر پر کاسمک ریڈی ایشن کی بمباری ہوتی رہی، سمندر کا پانی گرم ہو کر ایک soup کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اِنہیں amino acids کے لمبی اور مسلسل ترکیبوں سے پروٹین ظہور میں آیا۔

آج جدید سائنسی انکشافات یہ بتاتے ہیں کہ مسلسل کیمیائی ردِّعمل سے وجود میں آئے ابتدائی عضوی مادّے وہ بیکٹیریا تھے جو سمندر میں پیدا ہوئے۔

اس سلسلہ میں C.E.Woese نے اپنی عظیم تحقیق جون ۱۹۸۱ء کے Scientific American کے شمارہ میں پیش کی جس میں انہوں نے یہ بات پیش کی کہ زندگی کی قدیم ترین صورت دراصل Archaebacteria ہے۔ انہوں نے اپنی مشہورِ عالم تحقیق پیش کرتے ہوئے کہا:-

"Although a few biologists still dispute our interpretation,the idea that archaebacteria represent a separate grouping at the highest level is becoming generally accepted."

"This implies that the methangens are as old as or older than any other bacterial group."

(Archaebacteria, Scientific American Dictionary June 1981, P-104,114)

اب اس سلسلہ میں The Hutchinson کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس کے مطابق

"......the archaebacteria are related to the earliest life forms which appeared about 4 billion years ago, when there was little oxygen

in the earth's atmosphere."

(The Hutchinson Dictionary of Science 1993, Helicon Publishing Ltd. Oxford P.37)

اب ملاحظہ فرمایئے قرآنِ کریم کا اعجازی کلام، جو اس ارتقائی دَور کی منظر کشی ان الفاظ میں کرتا ہے:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝ (الحجر:۲۸)

یعنی اور جنوں کو ہم نے اُس سے پہلے سخت گرم ہوا کی آگ سے بنایا۔

یہاں جس مخصوص آگ کا ذکر کیا گیا ہے اُس کے لیے "سَمُوْم" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد ایسی آگ یا دھاکہ ہے جس میں کوئی دھواں نہ ہو۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ (الرحمٰن:۱۶)

اور جن کو آگ کے شعلوں سے پیدا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وضاحت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

"......یہاں جن کی ایک تشریح یہ ہے کہ وائرس (virus) اور بیکٹیریا (Bacteria) بھی جِنّات ہیں جو ابتدائے آفرینش میں آسمان سے گرنے والی آتشیں ریڈیائی لہروں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ فی زمانہ اس بات پر تمام سائنسدان متفق ہو چکے ہیں کہ بیکٹیریا اور وائرسز (viruses) براہ راست سے توانائی پا کر وجود پکڑتے ہیں۔"

(قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ ۹۷۳)

یعنی ان آیات میں ارتقا کے اُس دَور کی طرف نہایت حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے جس میں ابتدائی انتہائی باریک organism جو اپنی بقا کے لیے بجلی کی لپٹوں-سموم-اور کاسمک Radiation سے توانائی حاصل کرتے تھے۔

اب ذرا اُس انکشاف کو ملاحظہ کیجیے جو مشہور سائنسدان R.E. Dickerson نے پیش کی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ سب سے اوّلین عضوی مادّے "......بجلی اور Ultra Violet Radiation پر زندہ رہے ہوں گے۔"

(Chemical Evolution and the Origin of Life, Scientific American, Sep. 1978 P.80)

قرآنِ کریم اب زندگی کے ارتقاء کے نئے اَدوار کی طرف روشنی ڈالتا ہے۔ چنانچہ جہاں قرآنِ کریم سائنسدانوں کی اس تحقیق کی تائید کرتا ہے کہ زندگی کی شروعات پانی سے ہوئی وہیں وہ ایک نئے مضمون پر روشنی ڈالتا ہے۔ ایک living organ کے وجود کے لیے عضوی مادّہ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن organic material کی ترکیب میں یہ مسئلہ درپیش تھا کہ جب مختلف organic chemicals آپس میں ملتے تھے تو پانی کی موجودگی کی وجہ سے اُس کے بڑے molecules چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹ جاتے تھے۔ اس عمل کو Hydrolysis کہا جاتا ہے۔ یعنی اس یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ

پہلا عمل

Reaction of aldehydes + mixture of Amonia + HCN (Hydrogen Cyemenem) --> Aminonitrite

دوسرا عمل

پانی کی موجودگی سے Hydrolysis ہوتا تھا اور Aminonitrite دوبارہ اپنی پرانی شکل یعنی Amino Acid کی طرف لوٹ آتا تھا۔

گویا پانی اس عمل کو آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔ پھر دوسرا مسئلہ یہ درپیش تھا کہ ابتدائی amino acid سے Protein اور Nucliec Acids بننے کے لئے Amino Acid کے ہر Molecule اور Nucleotides سے پانی کے Molecule کو ہٹانا ضروری ہے۔ اس عمل کو Polymerisation کہا جاتا ہے اور اگر پانی کو نہ ہٹایا جائے تو یہ ردِّ عمل الٹا ہو جاتا۔

الغرض اس نہایت ضروری مرحلہ پر جب کہ زندگی کے عمل کو آگے بڑھانے کے لیے ایک organic material کا وجود میں آنا ضروری تھا۔

اب ملاحظہ فرمایئے قرآنِ کریم اس سلسلہ میں کیا فرماتا ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ (الرحمٰن:۱۵)

اس نے انسان کو مٹی کو پکائے برتن کی طرح کی خشک کھنکتی ہوئی مٹی سے تخلیق کیا۔ نیز فرمایا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (الحجر:۲۷)

اور یقیناً ہم نے انسان کو گلے سڑے کیچڑ سے بنی ہوئی خشک کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے پیدا کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:-

''ان آیات کریمہ میں دو باتیں بطور خاص قابل غور ہیں۔ اوّل یہ کہ انسان کو محض گیلی مٹی سے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ایسی گیلی مٹی سے جس میں عفونت پیدا ہو چکی تھی اور پھر وہ کھنکتی ہوئی ٹھیکریاں بن گئی۔ یہ وہ مضمون ہے جو از خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کسی اور الٰہی کتاب میں بھی کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے انسان کی پیدائش کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ مسئلہ اس دور میں سائنسدانوں نے حل کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کے آغاز سے پہلے جنّ کو آسمان سے برسنے والی ایسی سخت گرم ہوا سے جو آگ کی طرح گرم تھی پیدا کیا گیا ہے۔ یہ امر بھی ایسا ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ جب تک عالم الغیب خدا اس کی اطلاع نہ فرماتا۔ نَارُ السَّمُوْم سے پیدا ہونے والے جنوں سے مراد بیکٹیریا ہیں اور اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ گلا سڑا کیچڑ کیسے بنا۔ جب تک بیکٹیریا موجود نہ ہوں گیلی مٹی میں سڑاند پیدا نہیں ہو سکتی۔'' (قرآنِ کریم اردو ترجمہ صفحہ ۴۲۸)

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قرآنِ کریم میں سورۃ الحجر میں مذکور نَارُ السَّمُوْم (سخت گرم ہوا) سے مراد بیکٹیریا کی پیدائش ہے اور حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ سے مراد سڑا ہوا Organic Matter ہے۔

اب اس کے بالمقابل سائنسی نظریہ مشاہدہ فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ کیمیائی ارتقا اور organic matter کے وجود میں آنے کا کوئی بھی سائنسی نظریہ تب تک نامکمل ہے جب تک اس میں خشکی کے دَور کو شامل نہ کیا جائے چنانچہ Cairns-Smith نے جب اپنی تحقیق کو پیش کیا تو اُس کے مطابق مٹی ہی وہ مواد تھا جس سے ضروری organic مرکّب بنے۔ اس نظریہ کے مطابق جب سمندر کا Pre-biotic مرکّب بہت زیادہ گاڑھا ہو کر لہروں کی صورت میں ساحل پر موجود چٹانوں پر ٹھہر کر سوکھنے لگا تو زمین کی انتہائی باریک laminated تہیں رہ گئیں۔

قرآن کریم نے اس حالت کے لیے لفظ کَالْفَخَّارِ استعمال کیا ہے یعنی وہ کھنکتی ہوئی مٹی جسے کمہار برتن بنانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ علیم و قدیر خدا نے اس دَور کا ذکر نہایت حکیمانہ انداز میں فرمایا ہے جو دراصل ابتدائی مراحل پر اجمالی رنگ میں روشنی ڈالتا ہے۔ جس کے تحت ابتدائی Organic Material بنا۔

یہ آیت قرآنِ کریم کے کلمۃ اللہ ہونے پر زبردست دلیل ہے کہ کس طرح 1400 سال پہلے بیان کیے گئے نظریات کی تصدیق آج سائنسدان جدید لیبوریٹریوں میں سالوں کی عرق ریزی کے بعد کر رہے ہیں۔ یہ مضمون اتفاقی طور پر قرآن میں داخل نہیں ہو گیا بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اور اس زمین و آسمان کا خالق ایک ہی ہے جس نے نہایت حکیمانہ طریق پر تخلیق کے تمام ضروری مدارج کو نہایت مخالف حالات میں پورے حسنِ انتظام کے ساتھ اپنے منتہا تک پہنچایا۔

اس کے بعد قرآنِ کریم زندگی کے اگلے درجہ کی طرف توجہ دلاتا ہوا پہلے Pre-Biotic Organ کے وجود میں آنے اور اس وقت کے ماحول کی طرف اشارہ کرتا ہوا فرماتا ہے:-

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ج یَذْرَؤُکُمْ فِیْهِ ط لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۞ (الشوریٰ:۱۲)

یعنی وہ آسمانوں اور زمین کو عدم پیدا کرنے والا ہے۔ اُس نے تمہارے لیے تمہی میں سے جوڑے بنائے اور مویشیوں کے جوڑے بھی۔ وہ اس میں تمہاری افزائش کرتا ہے۔ اُس جیسا کوئی نہیں۔ وہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

نیز فرمایا- وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۞ (نوح:۱۸)

یعنی اور اللہ نے تمہیں زمین سے نبات کی طرح اُگایا۔

حضورؒ آیت مذکورہ بالا کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

''......جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دم سب کچھ پیدا کر دیا، وہ اللہ تعالیٰ کے صاحبِ وقار ہونے کا انکار کرتے ہیں کیونکہ ایک صاحبِ وقار ہستی کو کوئی افراتفری نہیں ہوتی۔

......فرمایا ہے کہ اَنْۢبَتَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا یہ محض محاورہ نہیں بلکہ درحقیقت انسانی پیدائش کو ایک ایسے دَور میں سے گزرنا پڑا ہے کہ وہ محض نباتات کی صورت میں تھی۔ اور دوسری آیات میں اس منظر کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا یعنی انسان اپنی پیدائش میں ایسی منزل سے بھی گزرا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔ اس میں لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ جب انسانی تخلیق نباتاتی دور میں سے گزر رہی تھی تو اس میں آواز نکالنے یا آواز سننے کے حواس پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اُس نباتاتی زندگی پر مکمل خاموشی طاری تھی۔''

(قرآنِ کریم اردو ترجمہ صفحہ ۱۰۸۰)

اس آیات میں جس مضمون کی طرف روشنی ڈالی گئی ہے وہ یہی ہے کہ انسان کو بھی پودوں کی طرح پیدا کیا گیا۔ یعنی جس طرح پودوں کی نشو و نما

اور افزائش ہوتی ہے۔اسی طرح تخلیق آدم پر ایک ایسا دَور بھی آیا جب اُسے نباتات کی طرح افزائش سے گزرنا پڑا۔اب اس بات کا تو سب کو علم ہے کہ پودے اپنی غذا و نمو کے لیے سورج کی تپش اور پانی وغیرہ پر انحصار کرتے ہیں اور اپنے اندر موجود سبز خلئے Chlorophyll کی مدد سے وہ غیر عضوی مواد مثلاً پانی اور کاربن ڈائی آکسائڈ کو سورج کی تپش کی مدد سے Carbohydrates اور oxygen جیسے Organic Compounds میں بدل لیتے ہیں۔

اکثر سائنسدان جن میں Haldane بھی شامل ہیں اس خیال کے حامل ہیں کہ غیر عضوی دَور سے عضوی دَور کی ابتداء ایک ایسے زمانہ سے ہوئی جس میں آکسیجن بالکل نہیں تھی۔لیکن اس کے برعکس قرآنِ کریم اس نظریہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جب آکسیجن موجود تھی۔اگرچہ سائنس کی تحقیقات ابھی تک اس نظریہ تک نہیں پہنچی تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ قرآن کے اس نظریہ کے ہمنوا ہو جائیں گے۔

پہلے pre-biotic organ کے وجود میں آنے کے وقت آکسیجن ہونے کی درج ذیل وجوہات سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی کتاب Revelation, Rationality, Knowledge & Truth میں تصنیف فرمائی ہے۔

(۱)-زندگی کی بقاء اور اسکے قیام کے لیے آکسیجن کا ہونا ضروری تھا۔

(۲)- سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ پہلے bio-unit کے وجود میں آنے کے وقت آکسیجن کے جزئیات کاربن ڈائی آکسائڈ (Co_2)، پانی (H_2O) اور سلیکان (SiO_2) سے ملحق شکل میں موجود تھے۔یعنی اُن Bio Unit نے Photosynthesis کے ذریعہ موجود غیر عضویاتی مواد مثلاً کاربن ڈائی آکسائڈ اور پانی سے سورج کی تپش کی مدد سے اپنے استعمال کے لیے ضروری آکسیجن خود ہی پیدا کر لی تھی۔

(۳)- یہی نہیں، جو توانائی اُس نے سورج Photo-syntehsis کے عمل سے حاصل کی تھی اُس کو محفوظ کرنے کے لیے اور پھر Catabolism کے عمل ذریعہ اُس کو واپس فضا میں چھوڑنے کے لیے بھی Oxygen ضروری ہے۔جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کے متعلق سائنسی تحقیقات ابھی بہت محدود ہیں لیکن جب بھی سائنسی انکشافات ظاہر ہوں گے وہ قرآنی نظریہ کی صداقت اور اسکے کلمۃ اللہ ہونے کی شہادت کے طور پر ہی آئیں گے۔

دوسرا انکشاف-زمین کی قوت کشش

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:-

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ط

(الرّعد:۳)

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جنہیں تم دیکھ سکو۔پھر اُس نے عرش پر قرار پکڑا اور سورج اور چاند کو خدمت پر مأمور کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اسی تسلسل میں فرماتے ہیں:-

’’کائنات کے رازوں میں سب سے بنیادی بات جو یہاں پیش کی گئی ہے وہ کششِ ثقل (gravity) کی حقیقت ہے۔فرمایا کہ زمین وآسمان از خود اتفاقاً اپنے مدار پر قائم نہیں بلکہ تمام اجرامِ فلکی کے درمیان ایک ایسی پنہاں قوت کام کر رہی ہے جسے تم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔اس قوت کے نتیجے میں اپنے مدار پر قائم سارے اجرامِ فلکی گویا ستونوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔علم فلکیات کے ماہرین کششِ ثقل کی یہی تعبیر کرتے ہیں‘‘

درحقیقت کائنات میں موجود بے شمار galaxies اور ان کے اندر اپنے اپنے مدار اور مطاف میں موجود لاتعداد ستارے اور سیّارے اس کششِ ثقل کی وجہ سے ہی کمال حسنِ انتظام سے گردش کرتے ہیں۔اس کی بہترین مثال نظامِ شمسی میں موجود سیّارے ہیں۔

مشہور سائنسدان اسحاق نیوٹن ایک مرتبہ سیب کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سیب شاخ سے نیچے گر گیا۔اُس نے سوچا کہ سیب جب ٹہنی سے جڑا ہوا تھا تو وہ ساکن تھا مگر جب یہ نیچے گرا تو اُس کی رفتار میں لگاتار تیزی آئی۔لہٰذا بعد میں یہی تفکر مشہور نظریات کے پیش کرنے کی وجہ بنا۔اُس نے اپنا مشہور عالم نظریہ کششِ ثقل پیش کیا کہ ایک طاقت ہے جو بلندی سے نیچے گرنے والی اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔یہی وہ نظریہ ہے جسے قرآنِ کریم صدیوں پہلے بیان کر چکا ہے۔

(جاری)

سنہری باتیں

احمدی اساتذہ کے لئے

ایک احمدی استاد(مرد وخواتین) کے مندرجہ ذیل نمایاں اوصاف ہونے چاہئیں۔

۱۔اپنے اوراپنے کام کیلئے نیز اپنے طلبہ کیلئے باقاعدگی سے دعا کی جائے۔

۲۔طلبہ سے اس قسم کا ذاتی تعلق پیدکیا جائے کہ وہ محسوس کرنے لگیں کہ استادکوان کی تعلیم وتربیت میں غیرمعمولی دلچسپی اور ہمدردی ہے۔

۳۔ہرطالب علم کوانفرادی طورپر Monitor کیاجائے۔

۴۔طالب علم کواس کے نام سے مخاطب کیاجائے۔

۵۔طلبہ میں اجتماعی کام کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے اوراس بات کا احساس دلایا جائے کہ یہ کام طالب علم کی تربیت کیلئے بہت ضروری ہے۔

۶۔طلبہ کے سوالات کوصبروتحمل سے سنا جائے اور اگرکسی سوال کا جواب نہ آتا ہوتوتحقیق کر کے جواب دیا جائے نیز ٹال مٹول سے کام نہ لیا جائے۔

۷۔طلبہ سے گفتگو کرتے وقت ان کی عزت و وقار کا خیال رکھا جائے۔

۸۔طلبہ کی تلخ باتوں کوصبر سے سنا جائے اورحکمت سے انکی رہنمائی کیجائے۔

۹۔Favoritism سے پرہیزکیاجائے۔

۱۰۔طلبہ سے جووعدہ کیاجائے اس کوپورا کیاجائے۔

۱۱۔طلبہ کی ہم نصابی سرگرمیوں مثلاً تقاریرکھیل وغیر میں دلچسپی کا اظہارکیاجائے۔

۱۲۔طلبہ کے والدین سے بھی ذاتی رابطہ رکھا جائے اس سے طالب علم کے مسائل سمجھنے میں آسانی ہوگی نیز مستقبل میں بھی رہنمائی کرنے میں مدد ملے گی۔

۱۳۔پڑھائی میں کمزورطلبہ استاد کی خصوصی شفقت اورحوصلہ افزائی سے ہمیشہ بہتری کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔

۱۴۔بدنی سزادینے سے اجتناب کیاجائے اوراپنے طرزعمل اورنمونہ سے طلبہ کی تربیت کی جائے۔

۱۵۔اپنا طرزعمل اس طرح رکھاجائے کہ طلبہ اس کوRole Model کے طورپراپنا سکیں۔

۱۶۔ایسے طرز گفتگو سے اجتناب کیا جائے جس سے طلبہ کے اندر احساس کمتری پیدا ہونے کا احتمال ہو یا انکی عزت نفس کوٹھیس پہنچے۔

۱۷۔طلباء کی موجودگی میں کسی دوسرے استاد کے نقائص یا کمزوری کا ذکرنہ کیا جائے۔

۱۸۔اگرکسی کلاس میں دوران تدریس کسی طالب علم کی سرزنش ہوئی ہوتواس کاذکرعام مجالس میں نہ کیا جائے۔

۱۹۔کوئی طالب علم کسی استاد کی شان میں گستاخانہ رویہ اختیارکرے تو اسکے ہاں میں ہاں ملانا یاخاموش رہنا نامناسب ہے۔مناسب رنگ میں ایسے طالب علم کوسمجھایا جائے۔

۲۰۔طالباء کے ساتھ دوستانہ، بےتکلفی کاتعلق قائم کیا جائے تاکہ وہ بلا تأمل اپنے سوالات و استفسارات کرسکیں۔خوشک رویہ اپنانے کےنتیجہ میں طلباء کی دلچسپی کم ہونے کا اندیشہ ہوتاہے۔

☆☆☆☆☆

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

مکرم داؤداحمدالہٰ دین صاحب ابن محترم یوسف احمدالہٰ دین صاحب مرحوم نائب قائدمجلس خدام الاحمدیہ آندھراپردیش کا نکاح مورخہ 18جون 2004ءکومسماۃ امۃ الطیف ثمینہ صاحبہ بنت مکرم شیخ محمودصاحب مرحوم آف شموگہ کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزاوسیم احمدصاحب ناظراعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نزیل حیدرآباد نے مبلغ-/55,000روپئے حق مہرپرالہٰ دین بلڈنگ سکندرآباد میں پڑھا۔

مورخہ 27جون 2004ء کو شموگہ میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔مورخہ 30جون 2004ء کو دعوت ولیمہ سکندرآباد میں ہوئی۔رشتہ کے ہرجہت سے بابرکت مثمرثمرات حسنہ ہونے کے لئے قارئین مشکوٰۃ سےخصوصی دعا کی درخواست ہے۔

موعود اقوامِ عالم

......آر ایم عثمان پاشا
متعلم جامعة المبشرین قادیان

جب سے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو شعور بخشا ہے اور اُسے نیکی اور بدی میں تمیز کا ملکہ عطا کیا ہے تب سے اللہ تعالیٰ اُس کی اصلاح اور راہنمائی کے لیے اپنی طرف سے انبیاء و مرسلین کو زمانہ کا امام بنا کر بھیجتا رہا ہے جو خدا تعالیٰ کے امر کے مطابق اُن کو اوامر و نواہی سے آگاہ کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ج وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

(الانبیاء: ۷۴)

یعنی اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور ہم انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کرتے تھے۔ اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔

الغرض جب لوگ توحید کو بھلا بیٹھتے ہیں اور اُن کی جگہ معبودانِ باطلہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں یا اُن تعلیمات کو جو اُن کو دی گئی تھی فراموش کر دیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اپنے مرسلین کو مبعوث فرماتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَلَوْ لَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْ لَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (القصص: ۴۸)

یعنی اور مبادا اُنہیں کوئی مصیبت پہنچے بسبب اس کے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! کیوں نہ تو نے ہماری طرف کوئی رسول بھیجا تا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومنوں میں سے ہو جاتے۔

الغرض جب بھی لوگوں کا رجحان بدیوں کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے ذریعہ لوگوں کو اس کے بدانجام سے واقف کرتا ہوا نجات کا پیغام پہنچاتا ہے۔ نبوت کے ذریعہ حاصل ہونے والی یہ امامت سب سے افضل ہوتی ہے۔

امام کو پہچاننے کی ضرورت

اُمت محمدیہؐ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی خدا بناتا ہے اور جو شخص اُس کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، چنانچہ ایک مشہور حدیث میں مذکور ہے

حدثنا عبداللہ حدثنی اسود بن عامر انا ابوبکر عن عاصم عن ابی صالح عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاھلیۃ

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۹۷)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کو شناخت کیے بنا مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

یہی نہیں قرآن کریم میں ہم سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ صراط مستقیم بغیر ایک امام کی اتباع کے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

کیا اس زمانے میں ایک امام کی ضرورت ہے؟

موجودہ زمانے میں وہ تمام برائیاں جن کے سدِّ باب اور قلع قمع کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے مصلحین کو بھیجتا رہا ہے پورے عروج پر نظر آتی ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب برائی اپنے منتہا پر پہنچ چکی ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جو قسما قسم کی برائیوں میں ملوث نہ ہو۔

اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے دینِ اکمل بنا کر اپنے رسول کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا خود اُس کی حالت یہ ہے کہ بزبان حالی

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی

یہ حالت کوئی اتفاقی یا عارضی نہیں کہ علماءِ آپس میں مل بیٹھ کر صلاح مشورہ کے ذریعہ اس حالت کو دور کر دیں گے بلکہ یہ ایک طبعی امر ہے جو ہر اُمت کے ساتھ پیش آتی ہے۔ چنانچہ اُمتِ محمدیہؐ کے روحانی زوال کی خبر خود مخبرِ صادق حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دی تھی۔ آپؐ نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ ایسی حالت میں مسلمانوں کی اصلاح کی اُمید اُن کے علماء سے رکھنا ایک خیالِ خام ہوگا کیونکہ آنے والا زمانہ ایسا ہوگا کہ اُس کے فتنوں اور فساد کو روکنے میں علماء کچھ نہ کر سکیں گے جیسا کہ حدیث نبویؐ میں ذکر ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى

النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَ هِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الفِتْنَةُ وَ فِيْهِمْ تَعُوْدُ

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

یعنی خیرِ اُمت پر آنے والے مصائب کی خبر دیتے ہوئے حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

یہ وہ خبر ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے بعینہٖ پوری ہو چکی ہے۔ اس پیشگوئی کا کوئی ایک حرف بھی ایسا نہیں جو تشنۂ تکمیل ہو۔ یہی نہیں جن سے اُمید تھی کہ وہ اس نازک موقعہ پر اصلاح کا کام کریں گے اُن کے متعلق فرمایا کہ اُن علماء کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور وہ آسمان کے نیچے فتنے پھیلانے، فساد بھڑکانے اور اشتعال انگیزی کرنے کی وجہ سے بدترین مخلوق ہوں گے اور فساد کا منبع اور منتہا وہی لوگ ہوں گے۔ اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ

تَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُ النَّاسُ
اِلٰى عُلَمَآءِ هِمْ فَاِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَ خَنَازِيْرُ

(کنز العمال صفحہ ۷/۱۹۰)

یعنی میری اُمّت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا لوگ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی اُمید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے یعنی ان علماء کا اپنا کردار انتہائی خراب اور قابلِ شرم ہوگا۔

لیکن آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روحانی انتشار اور دینی زوال کی حالت کا حل بھی بیان فرمایا۔ چنانچہ سورۃ جمعہ کے نزول کے بعد آخرین کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر رکھتے ہوئے فرمایا اگر ایمان ثریّا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اُٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

ایک اور حدیث میں ذکر ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

كَيْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ

(بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسٰی بن مریمؑ و مسلم و مسند احمد ۲/۳۳۶)

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔

گویا آنے والا مصلح امام ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مبعوث کرے گا اور جہاں وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت یافتہ ہوگا وہیں اُس پر ایمان لانا ہر یک کے لیے ضروری ہوگا جیسا کہ اِس حدیث سے بھی واضح ہے:-

اَلَا عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ نَبِيٌّ وَلَا رَسُوْلٌ اَلَا اِنَّهٗ خَلِيْفَتِيْ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، ...... ، اَلَا مَنْ أَدْرَكَهٗ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(طبرانی الاوسط والصغیر)

یعنی خبردار کہ عیسٰی بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ ...... یادرکھو کہ جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا سلام پہنچائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ

چنانچہ اس کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا اعلان فرمایا:

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالےٰ کے وعدے کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے۔ وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے پہلے سے براہین میں فرمادیا ہے:-

صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ كَانَ وَعْدًا مَفْعُوْلًا

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۰۶)

حضورؑ اپنے دعویٰ کی تائید میں زمانے کے حالات اور اُس کے تقاضا کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لیے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمہ اسلام واشاعتِ نور حضرت خیر الانام اور

تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامیٔ دینِ اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دُونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چُپ رہتا اور اپنے اُس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے کلام میں مؤکّد طور پر بیان کر چکا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۳ فتح اسلام صفحہ ۶)

بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تاکہ مَیں زندہ ایمان زندہ خدا پر پیدا کرنے کی راہ بتلاؤں۔''

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

''ہم محض دین کے ہیں اور ہمارا سب کارخانہ دینی ہے۔ جیسا کہ اسلام میں ہمیشہ بزرگوں اور اماموں کا ہوتا آیا ہے اور ہمارا کوئی نیا طریق نہیں بلکہ لوگوں کے اُس اعتقادی طریق کو جو کہ ہر طرح سے اُن کے لئے خطرناک ہے دُور کرنا اور اُن کے دلوں سے نکالنا ہمارا اصل منشاء اور مقصُود ہے۔''

(ایضاً صفحہ ۳۱۰)

''اس چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مامُور کرکے بھیجا۔ تاکہ مَیں اندرونی طور پر جو غلطیاں مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہیں۔ اُن کو دُور کروں اور اسلام کی حقیقت دُنیا پر ظاہر کروں۔ اور بیرونی طور پر جو اعتراضات اسلام پر کئے جاتے ہیں۔ اُن کا جواب دوں۔ اور دوسرے مذاہب باطلہ کی حقیقت کھول کر دکھاؤں۔ خصوصیت کے ساتھ وُہ مذہب جو صلیبی مذہب ہے۔''

(ایضاً صفحہ ۳۳۲)

امام الزّمان کو قبول کرنے کی برکات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام الزمان کے زمانے میں روحانی فیضان اور انوار کے انتشار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''حقیقت یہ ہے کہ جب دُنیا میں کوئی امام الزّمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں۔ اور آسمان میں ایک صورتِ انبساطی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انتشار رُوحانیت اور نورانیت ہوکر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں۔''

(ضرورۃ الامام صفحہ ۱۰)

''مبارک وُہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اَور مَیں اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وُہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بعد سب تاریکی ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ ۶۱)

''میں خدا کا ظلّی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ او ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وُہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حَکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رَدّ کردیا۔......قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعیّن کردیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے......اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی۔ اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔ اور یہ جو مَیں نے کہا میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جز کی بھی کتاب ہو۔ اور اسمیں مَیں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہوجائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہونگے۔''

(کشتی نوح صفحہ ۹۶-۹۵)

حرفِ آخر

الغرض یہ وہ عظیم برکات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے اور صدق دل سے اُس کی بیعت کرنے کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ نیک طبع اور قلبِ سلیم رکھنے والی سعید روحوں کو موعود اقوامِ عالم حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام سمجھنے اور اُنہیں صدقِ دل سے قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

رپورٹ پندرہ روزہ تربیتی کیمپ

منعقدہ 11 تا 25 جون 2004ء

(برائے نومبائعین پنجاب، ہماچل، ہریانہ اور راجستھان)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال قادیان میں نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے منعقدہ ۱۵روزہ ۵واں تربیتی کیمپ نہایت خوشگوار موسم میں ،انتہائی خیروخوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ گیا ہے۔الحمدللہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق نومبائعین کی تعلیم وتربیت اور انہیں نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے 2000ء سے قادیان میں تربیتی کیمپ جاری ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال قادیان میں 11-25 جون 2004ء کو منعقد کئے جانے والا کیمپ اس نوعیت کا پانچواں کیمپ ہے۔

جہاں تک اعداد وشمار و دیگر انتظامات کا تعلق ہے یہ کیمپ اس سے پہلے منعقد ہونے والے چاروں کیمپوں کے مقابل پر زیادہ کامیاب اور زیادہ منظّم نظر آتا ہے۔اور ہر پہلو سے بہتری کی کوشش کی گئی ہے۔اللھم زد فزد۔جون 2000ء میں منعقدہ پہلے کیمپ میں شریک طلباء کی تعداد صرف 65 تھی اور 2001ء میں منعقدہ دوسرے کیمپ کے موقعہ پر 185 طلباء 65 طالبات سمیت 250 تک تعداد پہنچی۔2002ء میں منعقدہ تیسرے کیمپ کے موقعہ پر 221 طلباء اور 86 طالبات شریک تھیں۔یعنی کل تعداد 307 تھیں۔اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2003ء میں 227 طلباء اور 92 طالبات کیمپ میں شریک ہیں۔یعنی 319 طلباء و طالبات۔اور امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے طلباء کی تعداد 265 اور طالبات کی تعداد 85 ہے۔یعنی کل شرکاء کی تعداد 371 ہے۔اگر ان نومبائعین کے ساتھ آئے ہوئے معلمین مبلغین اور انصاراللہ کے عہدیداروں کو بھی شامل کیا جائے تو شرکاء کیمپ کی مجموعی تعداد 425 سے زائد ہے۔طلباء کی تعداد میں تدریجی اضافہ کے ساتھ ساتھ اسی تناسب سے انتظامات میں بھی تدریجی ترقی ہوئی ہے اور ہورہی ہے اور مسلسل بہتری کی طرف رواں دواں ہے۔ یہاں یہ بات بطور اظہار تشکر بیان کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ انتظامات میں جو بہتری نظر آرہی ہے وہ دراصل محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے جن کو گذشتہ چاروں کیمپوں کے موقعہ پر بطور نگران اعلیٰ خدمت کی توفیق ملی اور درس وتدریس اور تعلیم و تربیت کے لئے جامع اور متوازن نصاب مرتب کرنے و دیگر کاموں میں محترم موصوف کی فہم وفراست،محنت اور خلوص کا بہت بڑا دخل ہے۔جزاہم اللہ احسن الجزاء۔اور امسال نگران اعلیٰ کا فریضہ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد برائے تربیت نومبائعین نے سرانجام دیا۔

شرکاءکیمپ کی صوبہ وار تعداد:

پنجاب 248، ہماچل 16، ہریانہ 94، راجستھان 9، اترانچل 4،کل میزان= **371**

اراکین انصاراللہ،معلمین اور ان کی فیملیز (جن میں سے بعض نو مبائعات ہیں):54 مجموعی تعداد 425

افتتاحی اجلاس

پروگرام کے مطابق 10 جون کی شام تک نومبائعین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔تاہم اس کیمپ کا باضابطہ افتتاح 12 جون بروز ہفتہ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں ہوا۔اس موقعہ پر صدر اجلاس کے علاوہ محترم منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس انصاراللہ بھارت و محترم محمود احمد صاحب خادم نے بھی شرکاء کیمپ کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

قیام وطعام

شرکاءکیمپ کے قیام کا انتظام طلباء کے لئے جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں اور طالبات کے لئے نصرت گرلز ہائی سکول میں کیا گیا تھا جبکہ طعام کا انتظام لنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا۔

ڈیوٹیوں کی تقسیم اور عارضی دفاتر کا اہتمام:

محترم ناظر صاحب اصلاح وارشاد نے محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب اصلاح وارشاد برائے تربیت نومبائعین کو اس کیمپ کا نگرانِ اعلیٰ مقرر فرمایا اور ساتھ ہی مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم افسر دارالضیافت اور مکرم مولوی عطاء الٰہی احسن صاحب غوری کو نگران انتظامی امور اور خاکسار زین الدین حامد کو نگران تعلیمی وتربیتی امور اور محترمہ بشریٰ طیبہ غوری صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ بھارت کو نگران تعلیمی وتربیتی وانتظامی امور برائے طالبات مقرر فرمایا۔چنانچہ اس کمیٹی نے باقاعدہ میٹنگ کرکے ڈیوٹیاں تقسیم کیں اور تمام پروگرام مرتب کرکے محترم ناظر صاحب اصلاح وارشاد سے منظوری حاصل کی۔

جلسہ سالانہ کی طرز پر ڈیوٹیوں کی تقسیم کے علاوہ مختلف دفاتر کا قیام بھی قابل ذکر ہے۔ جامعہ احمدیہ کے احاطہ میں دفتر تربیتی و تعلیمی امور، دفتر خدمت خلق، دفتر طبی امداد، دفتر آب رسانی، دفتر برائے بجلی و جنزیٹر اور احاطہ دارالضیافت میں دفتر برائے انتظامی امور قائم کردیے گئے تھے۔ ان دفاتر کے قیام سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ ہوا۔ اور ۲۴ گھنٹے انتظامات کی نگرانی ہوتی رہی۔

تعلیمی کلاسز اور علماء و بزرگان کی تقاریر

خدام واطفال کے لئے الگ الگ کلاس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تاہم حضورانور کے خطبات وخطابات سے اقتباسات پر مشتمل پروگرام، تقریر اور مقاماتِ مقدسہ کا تعارف وغیرہ مشترکہ طور پر ہوتے رہے۔ تقریر کے لئے جو وقت مقرر تھا اسمیں مختلف علماء اور بزرگان سلسلہ تشریف لاتے رہے اور مقررہ عناوین پر تقریر کرتے رہے۔ اور مدرسین بھی اپنے مقررہ گھنٹیوں میں مقررہ نصاب کے مطابق کلاس لیتے رہے۔ اس مرتبہ محترم ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن کی ہدایت پر یسرنا القرآن کی ایک گھنٹی کا بھی اضافہ کیا گیا تھا۔

علمی وورزشی مقابلہ جات: نومبائعین کے علمی ذوق بڑھانے اور ان میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے اس موقعہ پر تلاوت قرآن کریم، نظم، اذان اور تقریر کے مقابلے کرائے گئے۔ نومبائع خدام واطفال نے ان پروگراموں میں بہت ذوق وشوق سے حصہ لیا۔

خطباتِ امام: حضرت امیر المؤمنین کے خطبات وخطابات کے اہم اقتباسات کی ویڈیو دکھانے کے ساتھ ساتھ live نشر ہونے والے خطبہ جمعہ سنانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس مرتبہ شرکاء کیمپ کو تین جمعہ قادیان میں پڑھنے کا موقعہ ملا اور حضورانور کے خطبات براہ راست دیکھنے اور سننے کی سعادت ملی۔ الحمدللہ

نمازوں کی پابندی: شرکاء کیمپ کو نمازوں کی پابند کرنے کیلئے خصوصی توجہ دی گئی۔ چنانچہ کم وبیش تمام طلباء نمازوں کی پابندی کرتے ہوئے مختلف مساجد میں نماز ادا کرتے رہے اور درسوں میں بھی شامل ہوتے رہے۔

مقاماتِ مقدسہ کا تعارف: یہ تربیتی کیمپ کے اہم ترین پروگرام میں سے ایک ہے۔ اس پروگرام کے تحت طلباء کو باری باری قادیان کے مختلف مقامات پر لے جایا جاتا رہا۔ اور ان بچوں کی راہ نمائی کی گئی اور تاریخی حوالہ سے ان کو مقامات کا تعارف کروایا گیا اور اسکی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی گئی۔

طبی امداد: دوران کیمپ، شرکاء کیمپ کو عندالضرورت طبی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے حسب سابق امسال بھی ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا گیا۔

درویشان قادیان کا ذکر خیر: پندرہ روزہ کیمپ کے دوران مختلف مواقع پر درویشان کرام سے شرکاء کیمپ کو متعارف کروایا گیا اور ان کی قربانیوں کا تذکرہ ہوتا رہا۔۔

دعائیہ خطوط: دوران کیمپ طلباء کو حضور کی خدمت میں دعائیہ لکھنے کی مشق کروائی گئی۔

امتحان - سند - انعامات: طے شدہ پروگرام کے مطابق 19 تاریخ کو تحریری امتحان لیا گیا۔ اس امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔ اور تمام طلباء کو Participation Certificate بھی Issue کیا گیا ہے۔ مکرم مولوی فضل اللہ صاحب قریشی اس شعبہ کے منتظم تھے

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات: مورخہ 25 جون 2004 بروز جمعہ المبارک بعد نماز مغرب وعشاء احاطہ جامعۃ احمدیہ میں تربیتی کیمپ کے اختتامی اجلاس کا آغاز ہوا۔ محترم ڈاکٹر محمد عارف صاحب قائم مقام ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ جامعۃ احمدیہ کے احاطہ میں باقاعدہ اسٹیج کی تنصیب کے ساتھ ساتھ نومبائعین طلباء اور معزز بزرگان وافسران جماعت اور احباب کے لئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں اور لائیٹوں کا مناسب انتظام تھا۔ سٹیج پر محترم صدر اجلاس کے ساتھ محترم محمد حمید صاحبکوثر قائم مقام ناظر اصلاح و ارشاد، محترم ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ، محترم اور محترم تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح و ارشاد برائے تربیت نومبائعین ونگران اعلیٰ تربیتی کیمپ رونق افروز تھے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا جو ایک نومبائع طفل نے کی۔ بعد ازاں ایک نومبائع خادم نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار زین الدین حامد نگران اتعلیمی تربیتی امور کیمپ نے مختصر رپورٹ پیش کی اور گزشتہ کیمپوں کی اعداد وشمار کی روشنی میں کیمپ کی تدریجی ترقی اور بہتری کا ذکر کیا۔ اس موقعہ پر محترم ظہیر احمد خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت ومحترم محمد حمید صاحب کوثر قائم مقام ناظر اصلاح وارشاد نے بھی موقعہ کی مناسبت سے

نصائح کیں۔ بعدہ محترم تنویر احمد صاحب خادم نگران اعلیٰ تربیتی کیمپ نے حضورانور کا پیغام جو گذشتہ سال موصول ہوا تھا پیش کیا۔اسی طرح محترم موصوف نے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ جو ان دنوں حیدرآباد گئے ہوئے ہیں۔ کا پیغام جو بذریعہ فون موصول ہوا تھا سنایا۔نیز آپ نے تربیتی کیمپ کے اس کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی تمام افسران و منتظمین ومعاونین کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس کیمپ کو کامیاب بنانے کے لئے کوشش کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ازاں بعد محترم صدر اجلاس حاضرین کو مخاطب ہوئے اور موقعہ کی مناسبت سے نصائح سے نوازا اور امتحان، علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزشن حاصل کرنے والے نو مبائع خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کیے۔اجتماعی دعا کے ساتھ ۱۵ روزہ تربیتی کیمپ کی یہ اختتامی تقریب نہایت خیروخوبی کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔الحمد للہ۔تمام نو مبائع طلباء و بزرگان وافسران ومہمانان کرام اور منتظمین ومعاونین کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔اختتامی تقریب میں نو مبائع طالبات کے لئے جامعہ احمدیہ کے ہال میں انتظام کیا گیا تھا جہاں ٹی وی کی مدد سے جملہ پروگرام سے وہ مستفید ہوئیں۔نو مبایعات کی کلاس کی اختتامی تقریب اسی دن ۲۵ جون کی شام ۴ بجے نصرت لائبریری کے احاطہ میں منعقد ہوئی اور اس موقعہ پر نو مبایعات میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کیمپ گذشتہ چاروں کیمپوں سے بہتر اور ممتاز نظر آتا ہے۔اور آئندہ سالوں میں اسمیں مزید بہتری کی امید ہے۔اگلے دن تمام منتظمین کی ایک خصوصی میٹنگ بلائی گئی جسمیں انتظامات کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا اور قابل ذکر امور ''لال کتاب'' میں درج کئے گئے۔ تمام بزرگان واحباب جماعت سے اس کیمپ کے بہترین اور دوررس نیک نتائج کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

رپورٹ مرتبہ-زین الدین حامد
نگران تعلیمی وتربیتی امور تربیتی کیمپ ۲۰۰۴ء

ولادت

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب بیگ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت واستاذ جامعۃ المبشرین قادیان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 15 جولائی 2004ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔الحمدللہ۔جو مکرم عبدالسبحان صاحب بیگ کی پوتی اور مکرم غلام محمد بٹ صاحب آف آسنور کی نواسی ہے۔سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام ' سعدیہ ' تجویز فرمایا ہے۔بچی وقف نو میں شامل ہے۔بچی کی صحت و سلامتی، درازی عمر، نیک صالحہ، خادمہ دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے نیز اہلیہ صاحبہ کی کامل صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

اعلان نکاح

مکرم مولوی فقیر الدین خان صاحب کا نکاح مکرمہ طیبہ بیگم صاحبہ بنت مکرم اعجاب الخان صاحب آف کیرنگ اڑیسہ کے ساتھ مبلغ 25,125/ روپے حق مہر پر مکرم مولانا محمد اسماعیل خان صاحب مبلغ سلسلہ مقیم کیرنگ نے مورخہ 2/7/2004 کو پڑھا۔اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ومثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

(سید داؤد احمد)

رسالہ مشکوٰۃ کو قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔اہلِ علم حضرات اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔(ایڈیٹر مشکوٰۃ)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ھذا کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15281

میں وی اے محمد یوسف ولد محترم آئی عبدالقادر صاحب قوم احمدی مسلم پیشہ ملازمت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۷۹ء ساکن مدراس ڈاکخانہ مدراس ضلع مدراس صوبہ تامل ناڈو۔ آج مورخہ ۰۳-۱۰-۱۲ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں۔

میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/5500 روپے ہے۔ میں ہیوی وہیکل فیکٹری آرڈی مدراس میں ملازمت کرتا ہوں۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سلطان احمد صاحب	وی اے محمد یوسف	محمد ایوب

وصیت نمبر 15282

مَیں ٹی کے کویا مُٹی ولد محترم احمد کٹی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ زراعت عمر ۸۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۶ء ساکن کوڈیاتھور ڈاکخانہ کوڈیاتھور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۰۴-۴-۴ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

اراضی زرعی ۱۶۱ سینٹ

۱-۵۰ سینٹ تاڑتلپر مپ نمبر ۸/۳ قیمت -/500000

۲-۲ سینٹ چریا کوٹاپر مب نمبر ۱۲/۱۰ قیمت -/250000

۳-۳۰ سینٹ کٹی یوٹل نمبر ۷/۲ قیمت -/125000

۴-۷۵ سینٹ کٹی یوٹل نمبر ۷/۲ قیمت -/100000

۵-نقد بینک بیلنس -/125000

میزان 110000-00

میرا گزارہ آمد از جائیداد ماہانہ -/4000 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	ٹی کے کویا مٹی	ایم سی محمد

وصیت نمبر 15283

میں کے عبدالسلام معلم ولد محترم کے محمد کٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ڈاکخانہ پینگاڈی ضلع کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۰۴-۳-۲۹ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں۔

میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/3370 روپے ہے۔ معلم انجمن وقف جدید (اندرون) کی خدمت کرتا ہوں۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ایم ظفر احمد مبلغ سلسلہ کوڈالی	کے عبدالسلام	محمد انور

وصیت نمبر 15284

مَیں آنسہ خاتون زوجہ محترم محمد سعادت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بیوت الحمد کالونی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۰۴-۱-۱ وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱-حق مہر-/5000 بذمہ خاوند

۲-زیورطلائی ہارایک عدد 16-000 گرام

انگوٹھی ایک عدد 4-000 گرام

میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آزد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کوادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کودیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد سعادت اللہ	آنسہ خاتون	محمد انور احمد قادیان

وصیت نمبر 15285

مَیں سعادت اللہ ولد محترم محمد فرحت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۰۴-۱-۱ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں۔ آبائی جائیداد سے کوئی حصہ تاحال نہیں ملا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/3764 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کودیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد قادیان	محمد سعادت اللہ مبلغ سلسلہ	شریف احمد قادیان

وصیت نمبر 15286

مَیں محمد اسماعیل الپی ولد مکرم پی مصطفےٰ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت 1978ء ساکن چیلیکرہ ڈاکخانہ وبنگالور ضلع تریچور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۰۳-۹-۲۸ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱-ایک مکان معہ زمین ساڑھے ۳۶ سینٹ نمبر 5/49A ہے۔ واقع چیلیکرہ کیرالہ اس کی قیمت اندازاً -/150000 روپے ہوگی۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہانہ -/3644 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کودیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد قادیان	محمد اسماعیل	محمد نجیب خان

وصیت نمبر 15287

مَیں ایچ شمس الدین مبلغ سلسلہ ولد محترم اے ایس حمید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ۔ آج مورخہ ۰۴-۱-۵ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- اس وقت خاکسار کی منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔

والدین حیات ہیں آبائی جائیداد سے ابھی کچھ نہیں ملا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ -/2948 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد   **العبد**   **گواہ شد**

محمد انور احمد قادیان   ایچ شمس الدین کاواشیری   کے ناصر احمد قادیان

وصیت نمبر 15288

میں ایم ظفر احمد مبلغ سلسلہ ولد مکرم اے پی ابوئی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوڈالی ڈاکخانہ کوڈالی ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۰۳-۱۰-۱۶ وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے ان کی بھی کوئی جائیداد نہیں تھی والدہ کے نام سے ایک مکان رہائشی ہے جو ایک بہن اور تین بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ والدہ صاحبہ بقید حیات ہیں۔ جب اس کا بٹوارہ ہوگا اس میں جو حصّہ ملے گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دوں گا۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان ماہانہ -/3464 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ ۰۳-۱۱-۱ سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد   **العبد**   **گواہ شد**

جاوید اقبال اختر قادیان   ایم ظفر احمد کوڈالی   محمد انور احمد قادیان

وصیت نمبر 15289

مَیں آصفہ الٰہ دین بنت مکرم یوسف احمد الٰہ دین مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن سکندر آباد ڈاکخانہ سکندر آباد ضلع رنگاریڈی صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۴-۴-۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

میری غیر منقولہ جائیداد کچھ بھی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ میرے پاس اس وقت نقد -/12000 روپے ہے اور مندرجہ ذیل زیور ہے:-

۱-چوڑی (ایک عدد) طلائی ۲-ہار ایک عدد طلائی ۳-بالیاں دو عدد طلائی-کل وزن ڈیڑھ تولہ۔ قیمت -/9000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ -/500 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام ۱/۱۶ اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد   **الامۃ**   **گواہ شد**

صالح محمد الٰہ دین   آصفہ الٰہ دین   داؤد احمد الٰہ دین

وصیت نمبر 15290

میں زینت النساء زوجہ مکرم سید سلام الدین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن سورو ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۲۰۰۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل اِس طرح ہے۔

حق مہر -- -/1200 روپے۔

زیور طلائی چوڑیاں دو عدد وزن 3.800 گرام

غیر منقولہ جائیداد ۱- میرے احمدیت قبول کر لینے کی وجہ سے آبائی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اگر کبھی کوئی حصہ ملا تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو دونگی۔

۲- زمین ۳۰ ڈسمل جس میں ایک رہائشی مکان کچا بنا ہوا ہے اِس زمین

میں سے اندازاً سولہ ڈسمل زمین ایک مقدمہ میں پھنسی ہوئی ہے جب اس کا فیصلہ ہوگا تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دونگی۔

۳-زمین پندرہ ڈسمل واقع نزد ریلوے سٹیشن سورو ضلع، بالاسور اڑیسہ۔اس مکمل زمین 30+15 کی موجودہ قیمت اندازاً 3,15,000/- روپئے ہوگی۔ یہ تمام جائیداد زمین خاکسارہ اور میرے دو بیٹوں و تین بیٹیوں میں مشترکہ ہے۔میں ماہانہ -/300 روپئے اخراجات خورونوش کے مطابق تاحیات حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے علاوہ کوئی مزید جائیداد پیدا کرونگی تو اس کی اطلاع بھی دفتر مجلس کارپرداز قادیان کو دونگی۔اور اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت تاریخ تحریروصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید فہیم احمد مبلغ سلسلہ لکھنؤ	زینۃ النساء	سلطان احمد انجینئر

وصیت نمبر 15291

میں مرزا انعام الکبیر ولد محترم غلام کبریا مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت معلم سلسلہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن نلہٹی محلّہ پیرانا پاڑہ ڈاکخانہ نلہٹی ٹی ایس ضلع برھوم صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 03-7-19 حسبِ ذیل وصیت کرتا ہوں۔

خاکسار کی فی الحال کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ بنگال میں آبائی جائیداد ہے جو فی الحال تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ تقسیم ہونے پر خاکسار کے حصہ میں جو بھی جائیداد آئیگی اس کی اطلاع بروقت دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دی جائیگی۔انشاءاللہ۔

خسرہ نمبر 888-1138 ہے۔

میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 32-2825 روپے ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام (۱/۱۶) اور ماہوار آمد پر ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا۔اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
حافظ سید رسول نیاز	مرزا انعام الکبیر	کے ناصر احمد

وصیت نمبر 15292

میں عطاء المجیب ولد مکرم شیخ نظام الدین صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم جامعہ احمدیہ قادیان عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن محلّہ جگن ناتھ کٹک ڈاکخانہ قافلہ (کٹک) ضلع کٹک صوبہ اُڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۲۰۰۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔والد صاحب بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔آبائی جائیداد سے جب بھی حصہ ملے گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردوں گا۔انشاءاللہ۔

آبائی جائیداد میں دو ایکڑ زمین تارا کوٹ ضلع جاج پور میں ہے۔خاکسار جامعہ احمدیہ کا طالب علم ہے۔-/400 روپئے جیب خرچ ماہانہ پر حصہ آمد ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہے گا۔انشاءاللہ۔اس کے علاوہ آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔انشاءاللہ۔اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریروصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
شریف احمد	عطاء المجیب	نعیم احمد ڈار

درخواست دعا

مکرم ایم۔پی۔موسیٰ صاحب آف Manjeshwer کیرالہ اپنی جملہ مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے،دینی دنیاوی خیروبرکت وترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ادارہ

تصحیح

مشکوۃ کے ماہ اپریل 04ء کے شمارہ میں عزیز مبارک منصور احمد گنائی ابن مکرم مشیم احمد صاحب گنائی آف رشی نگر کی غیر معمولی ذہانت کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی گئی تھی جس میں بچے کی عمر سہواً 11 سال درج کی گئی تھی۔دراصل بچے کا سن پیدائش 1996 ہے۔اس کے مطابق قارئین درست کرلیں (ادارہ)

معذرت

اس شمارے میں ''اخبار مجالس'' کے تحت مجالس کی کارگزاریاں شامل نہیں کی جاسکیں۔ادارہ معذرت خواہ ہے۔ ادارہ

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly Qadian

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid
Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.23 July-2004 No. 7

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے
دورۂ کینیڈا و جلسہ سالانہ کینیڈا کے مناظر

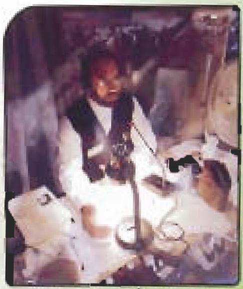
جلسہ سالانہ کی کارروائی کے رواں ترجمہ کے لئے قائم ایک Translation Cabin کا منظر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانے والے مہمانان کرام کی رجسٹریشن کا منظر

مہمانان کرام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لگائے گئے ایک اسٹال سے مختلف کتب سلسلہ کا جائزہ لیتے ہوئے۔

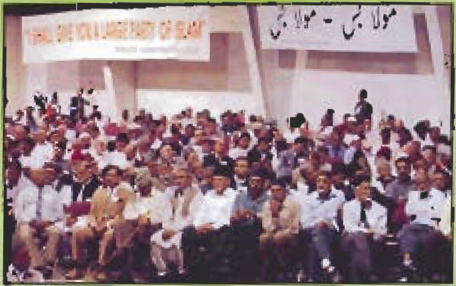

جلسہ گاہ میں حاضرین کا ایک منظر۔

مسجد بیت الاسلام میں Vaughan کے میئر حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں شہر کی چابی پیش کرتے ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال میں کینیڈا پولیس گارڈ آف آنر پیش کرتے ہوئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کینیڈا میں منعقدہ وقف نو کلاس میں واقفین نو بچیوں کو انعامات سے نوازتے ہوئے۔

اپنے پیارے آقا کا دیدار کرنے کے لئے کینیڈا و امریکہ کے طول و عرض سے پہنچنے والے احمدی مسجد بیت الاسلام کے سامنے حضور انور کا انتظار کرتے ہوئے۔